REGD NO P. 61
رجسٹرڈ نمبر پی ۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ۱۴ | شمارہ ۳۸

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقا پوری
نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ ″
ممالک غیر -/۸ ″
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۱۴ر اخاء ۱۳۴۴ھش	۱۸ر جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ	۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۲ر اکتوبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع نہیں مل سکی۔ احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۱۲ر اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

اسی طرح مقامی بزرگان سلسلہ اور جملہ درویشان کرام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر طرح خیریت سے ہیں اور خدمت دین کی اپنی اپنی مفوضہ ڈیوٹی بجا لا رہے ہیں۔ اور تمام احباب جماعت کے لئے التزام سے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب دعاؤں کو قبول فرمائے اور سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھ کر بڑھ چڑھ کر خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔

کیا گوتم بدھ ہندوستان کے نبی تھے؟

ایک سوال اور اس کا جواب

از مکرم محترم اسد اللہ صاحب قریشی

ایک غیر از جماعت دوست نے سوال کیا ہے کہ کیا گوتم بدھ ہندوستان کے نبی تھے؟ قرآن و حدیث سے اس پر روشنی ڈالی جائے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے قرآن مجید کا ارشاد فرمودہ یہ اصول پیش نظر رہنا چاہیئے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں خدا کے مصلح اور نبی آتے رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وان من امۃٍ الا خلا فیھا
نذیر۔ (فاطر آیت ۲۵)

یعنی کوئی اُمت ایسی نہیں ہوئی جس میں (خدا کا) نذیر نہ گذرا ہو۔

سورۃ نحل میں فرمایا:-

ولقد بعثنا فی کل امۃٍ
رسولاً۔ (نحل ع ۵)

یعنی ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا۔

ان آیات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو نبی سے محروم نہیں رکھا۔ پس لازم ٹھہرا کہ ہندوستانی اقوام سے بھی اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجے ہوں۔

جب ہم ہندوستانی اقوام و مذاہب کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں گوتم بدھ اور کرشن اور رامچندر کو مذہبی پیشوا اور مصلح سمجھا جاتا ہے۔ ان کی قوموں کا ان پر جسم ہو جانا اسی بات کا روشن ثبوت ہے کہ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات کے مطابق ہندوستانی قوموں کے لئے انہی بزرگوں کو نذیر اور رسول بنا کر بھیجا گیا۔

قرآن مجید کے اس دعوے کہ ہر امت میں خدا کے نذیر بھیجے گئے۔ اسی صورت میں ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ہم کرشن۔ گوتم بدھ اور رام چندر کو ہندوستان کے نبی تسلیم کریں جیسا کہ خود ہندی قوموں کا دعویٰ ہے کیونکہ ان جیسی بلند مذہبی حیثیت کی شخصیت ہندوستان میں اور کوئی نہیں ملتی۔ قرآن مجید نے تو صرف بعض انبیاء کا نام لیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ایسے رسول بھی ہیں کہ ہم نے انہیں قرآن میں بیان نہیں کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دیگر اقوام و ممالک میں بھی نبی ہوئے ہیں جن کا نام خدا نے نہیں لیا اور عمومی طور پر بیان فرما دیا ہے کہ ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں۔

پس ان بزرگوں کو نبی مان لینا بہ نسبت اس کے زیادہ بہتر ہے کہ انہیں غیر نبی قرار دیا جائے جبکہ قرآن مجید میں ہدایت ہے کہ اجمالی طور پر انبیاء پر ایمان رکھیں۔ پس ہم ان بزرگوں کو غیر نبی قرار دینے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس سے بعض انبیاء کا انکار لازم آتا ہے جو قرآن مجید کے ارشاد کے خلاف ہے۔

گوتم بدھ اور کرشن کی اصل تعلیمات

جب ہم گوتم بدھ اور سری کرشن کی اصل تعلیمات کو دیکھتے ہیں تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خدا کی وحدانیت۔ جزا و سزا آخرت۔ بہشت و دوزخ اور فرشتوں وغیرہ مذہبی عقائد کے قائل تھے اور یہ عقائد اب تک ہندی لٹریچر میں کسی نہ کسی صورت میں پائے جاتے ہیں گو یہ عقائد کافی حد تک مسخ ہو چکے ہیں مگر بنیادی طور پر گوتم بدھ اور سری کرشن کے پیروؤں کے ہاں ان عقائد کی جھلک اب بھی نظر آتی ہے۔ اگر ہندوستان میں نبیوں کا وجود نہ مانا جائے تو ہندی اقوام میں خدا کی وحدانیت۔ آخرت۔ جزا و سزا۔ بہشت و دوزخ وغیرہ مذہبی تصورات کہاں سے آ گئے ہیں؟

پس ہندوستانی اقوام کے عقائد میں جو اسلامی رنگ کی کچھ جھلک پائی جاتی ہے وہ ہمیں اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے۔ کہ دراصل یہ اقوام بھی ماضی میں کسی نہ کسی نبی کی پیرو رہی ہیں جن کے ذریعہ انہیں یہ تعلیمات ملی تھیں۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان نبیوں نے تو انہیں توحید ہی کی تعلیم دی تھی۔ مگر بعد میں یہ قومیں بگڑ گئیں اور اصل تعلیمات کو بھول گئیں جس کی وجہ سے ان میں شرک و بُت پرستی پیدا ہو گئی جس طرح عیسائیوں کا حال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو انہیں توحید کی تعلیم دی تھی مگر وہ اس حد تک بگڑ گئے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ماننے لگے اور توحید کے راستہ سے ہٹ گئے۔

اسی طرح ہندی اقوام میں گوتم بدھ اور کرشن اور رام چندر کی تعلیمات بگڑ گئیں اور انہیں بجائے اوتار یا پیغمبر کے معبود کا درجہ دے کر ان کی پوجا شروع کر دی گئی۔ اور بُت پرستی پھیل گئی۔ دیکھیے رومن کیتھولک عیسائیوں نے بھی ماں مریم کے بُت بنا رکھے ہیں۔ [illegible]

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

اس سال
قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ
بتاریخ ۱۱، ۱۲، ۱۳ر دسمبر منعقد ہوگا

رمضان المبارک کی وجہ سے اس سال قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۱، ۱۲، ۱۳ر دسمبر منعقد ہوگا تمام پریذیڈنٹ صاحبان امراء و عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام تمام احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کی ان تاریخوں سے اچھی طرح باخبر کر دیں اور اس مبارک جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور مقررہ تاریخوں پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان تشریف لا کر اس روحانی اجتماع کی عظیم الشان برکات سے مستفید ہوں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قاسم ... محمد حفیظ بقاپوری ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء

حب الوطنی کا عملی ثبوت

ہر شخص کو اپنے گھر بار سے محبت والفت ہوتی ہے۔ اس کے لئے ہر ممکن قربانی دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اس کی تباہی و بربادی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا وطن کا تصور اسی کے وسیع تر دائرہ کا نام ہے۔ اسی لئے تو ایک سچے محب وطن کو جب خبر ملے کہ اس کے وطن عزیز کی طرف کسی کی میلی نگاہ اُٹھ رہی ہے یا اس کے محبوب وطن پر کسی نے دست درازی کی ہے۔ تو اس کی رگِ محبت پھڑک اُٹھتی ہے۔ وہ محبت کا حق ادا کرنے کے لئے ہر بڑی سے بڑی مصیبت کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتا ہے اور وطن پر کئے جانے والے ہر حملہ کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے۔ اس طرح عملی رنگ میں اُس کی محبت آزمائی جاتی ہے وہ جذبات جو اس سے قبل محض اُس کے نہاں خانہ دل میں پوشیدہ تھے عمل کے میدان میں ظاہر ہو جاتے ہیں

محبت کوئی خارجی شئے نہیں بلکہ خاص قسم کے قلبی احساسات وجذبات کا نام محبت ہے انہیں خارج میں دکھانا ممکن نہیں، البتہ اس کا ثبوت اُن اثرات اور عملی اقدامات سے ملتا ہے جو ان جذبات کے اُبھرنے کے نتیجہ میں مترتب ہوتے ہیں۔ گھر کے چند افراد سے محلہ، گاؤں، قصبہ، شہر، صوبہ اور ملک تک میں ایسے ہی باہمی تعلقات کے مقتضیات نظر آتے ہیں ایک ماں اپنے بچے کی تکلیف کو دیکھ کر بے چین ہوئی جاتی ہے ایک ہی گھر میں رہنے والے متعدد بہن بھائی عام حالات میں ایک دوسرے کی محبت و فدائیت کا اندازہ تک بھی نہیں لگا سکتے لیکن خدانخواستہ گھر کے کسی فرد کو کوئی ناگہانی آفت آگھیرے تو دیکھئے کس طرح آن کی آن میں دلوں میں محبت کے شعلے بلند ہو جاتے ہیں اور ہر فرد کی دلی آرزو یہی ہوتی ہے کہ وہ کسی طریق سے اپنے عزیز کی تکلیف وہ بھی بانٹ لیں ایسے ہی وقت میں صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ تکلیف رسیدہ شخص کے ساتھ دیگر افراد خاندان کا کس قدر گہرا دلی رابطہ تھا اُسے خاندان میں کیا اہمیت حاصل تھی اس احساس نے دلی محبت کی مدد دو کو متعین کر دیا۔ جو اس سے قبل بہت حد تک غیر معروف تھی !!

حال ہی میں ہمارا ملک ایک بڑی آزمائش سے دوچار ہوا ایسے ہی مواقع پر سچے ناصحوں خیرخواہوں اور فدائیوں کی پہچان ہوا کرتی ہے۔ یہ وقت آیا اور ہمارے وطن کے ہر طبقہ کے افراد نے جس قسم کا نمونہ دکھایا وہ ہر جہت سے قابل تعریف ہے ہندوستانی عوام نے متحد ہو کر بلا لحاظ مذہب وملت ملکی مفاد کے لئے ایسی قربانیاں پیش کیں جن سے اُن تمام شکوک وشبہات کا قلع قمع ہو گیا۔ جو ایک وقت تک اقلیت کے متعلق ناوا جب طور پر اکثریت کے بعض دماغوں میں پرورش پاتے رہے تھے اس سلسلہ میں صدر جمہوریہ ہند کی وہ نشری تقریر جو آپ نے ۲۵ ستمبر کو فرمائی اس بات کی بڑی ضمانت ہے۔ اس تاریخی تقریر میں آپ نے فرمایا:-

"میں ابھی حال ہی میں یہاں دو فوجی ہسپتال دیکھنے گیا۔ میں نے دیکھا کہ زخمی ہونے والوں میں ہندو مسلمان عیسائی سکھ پارسی غرضیکہ سبھی فرقوں کے لوگ ہیں گویا دیش میں ایک عام بیداری اور جوش ہے اس سے ہمارے باہمی چھوٹے چھوٹے اختلافات ختم ہو گئے ہیں۔ ہمارے لوگوں کے جذبات اور مقاصد میں یکسانیت ہے بالخصوص ہمارے مسلمانوں میں جنہوں نے حب الوطنی کے اپنے گہرے جذبات کا نمایاں طور پر ثبوت پیش کیا ہے۔"

(الجمعیۃ دہلی ۷/۱۰/۶۵)

راشٹرپتی سے لے کر ملک کے عام کرمچاری تک سبھی ملک کے حالیہ اتحاد بزبان الحال الگ ہیں اور سبھی اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ایسی آزمائش کے وقت ملک کے ہر طبقہ نے جس مثالی اتحاد و اتفاق اور ایثار و قربانی کا نمونہ دکھایا وہ بلا شبہ قابل تعریف ہے۔ مگر حیرت ہے کہ اس کڑی آزمائش میں پورے اُترنے کے باوجود ایک طبقہ اب تک بھی اپنے دماغ کو صاف نہیں کر پایا۔ آپ نے بدر کی گذشتہ اشاعت میں پنجاب کے ایم۔ ایل اے سردار ست نام سنگھ جی کی رپورٹ میں قادیان کے ایک مقامی سرکاری ذہنیت کے خیالات پڑھ لئے ہوں گے جو برملا طور پر بعض لوگوں کی نیشنلٹی کے متعلق شک کی بیماری میں مبتلا ہے۔ یہ تو خیر ہوئی کہ اُنہیں منہ کی کھانی پڑی اور ندامت کا بھاری بوجھ لئے گھر لوٹنا !!

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی نسبت ملک کی وفاداری کے بارہ میں شک کرنے والے اسلامی تعلیمات کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ورنہ بات تو بالکل سیدھی سی ہے۔ ایک مسلمان جس ملک کا باشندہ ہے بنیادی طور پر اُسی ملک کا دل سے وفادار ہوتا ہے جس مسلمان کا دل وطن کی محبت سے خالی ہے حقیقت میں اُس کا دل اسلام وایمان سے خالی ہے۔ کیونکہ جس مقدس ہستی کے ذریعہ دنیا کو اسلام کی نعمت ملی اُس نے اُس فطری جذبہ کو الفاظ کا جامہ پہناتے ہوئے ہر مسلمان کے لئے وطن کی محبت کو جزو ایمان قرار دیا اور فرمایا حب الوطن من الایمان۔

ایک لمبے عرصہ تک مسلمانوں کو بیجا اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا رہا مگر اس کا جواب دینے کے لئے مسلمان خاموش تھا کیونکہ محبت ایسی چیز نہیں جسے ٹھوس رنگ میں کسی کو دکھایا جا سکے اور اب جبکہ وطن پر ایک کڑی آزمائش کا وقت آیا تو عمل کے میدان میں مسلمان کسی سے پیچھے نہ رہا۔ چنانچہ محاذِ جنگ میں اگر مثلاً لیفٹیننٹ کرنل بھوپ سنگھ میجر سنگھ نے نمایاں طور پر بہادری کے کارنامے انجام دے کر ویر چکر کے اعزازات حاصل کئے تو انہیں بہادروں میں نواب پٹودی کے بھائی میجر شیخ محمد علی خان بھی شامل نظر آئے بلکہ کمپنی کوارٹر ماسٹر حوالدار عبدالحمید خان کا نام تو سرِ فہرست ہے جن کو اعلیٰ ترین شجاعت کا مظاہرہ کرنے پر پرم ویر چکر (بعد از مرگ) دیا گیا۔ بہادری کا یہ سب سے بڑا اعزاز حوالدار عبدالحمید خان کو یونہی نہیں مل گیا بلکہ موصوف نے ملک کی خاطر اپنی جان کی بالکل پرواہ نہ کی۔ ایک مسلمان اپنے ملک کا کس حد تک وفادار ہے اس سلسلہ میں کمیونسٹ پارٹی کے ممبر مسٹر ہیرن مکرجی کی وہ بات بڑی وزن رکھتی ہے جو موصوف نے چند روز قبل لوک سبھا میں جنگبندی سے متعلق سکیورٹی کونسل کی قرارداد پر بحث کے دوران مسلمانوں کی حب الوطنی کا اعتراف کرتے ہوئے کہی۔ مکرجی نے کہا:-

"مرنے کے بعد ہر ایک ہندو کی راکھ دریا میں ڈال دی جاتی ہے جو نہ معلوم کہاں پہونچ جاتی ہے لیکن مسلمان مرنے کے بعد بھی اپنے وطن کو نہیں چھوڑتا اور وہ اسی سرزمین میں دفن ہو کر اپنے وجود کو باقی رکھتا ہے۔ اس طرح مسلمانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اس ملک کے شہری ہیں"

یہ تو ایک وقتی بات تھی مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ امر اپنے وطن کے ساتھ مسلمانوں کے سچے لگاؤ کو ظاہر کرتی ہے !!

خیر یہ تو آج کی بات کا ایک حصہ تھا ہم جذبہ حب الوطنی کے متعلق عرض کر رہے تھے کہ دلی محبت کا اظہار اس عمل سے ہوا کرتا ہے جو محبت رکھنے والے کی طرف سے خاص خاص وقتوں میں ظہور پذیر ہوتا ہے یہ سچ ہے کہ اس نازک وقت میں ہمارے فوجی جوانوں نے میدان کارزار میں بہادری اور جاں نثاری کے قابل تعریف جوہر دکھائے لیکن موجودہ زمانہ کی جنگیں صرف میدان معرکہ ہی میں لڑی نہیں جاتیں بلکہ لڑائی کے محاذ پر لڑی جنگ کرنے والے سورماؤں کے شانہ بشانہ اندرون ملک ہر سب ملک واسیوں کو ویسے ہی حب الوطنی کے جذبہ سے مختلف قسم کے دوسرے محاذ پر اپنے عمل کے ساتھ حب الوطنی کا ثبوت دینا ہوتا ہے۔ وہ جہاں بھی ہوں جو کچھ بھی ہوں اپنے اپنے کام میں پورے انہماک اور خلوص کے ساتھ لگے رہیں ہر حالت میں اپنے حوصلے بلند رکھیں اپنے مورال کو گرنے نہ دیں۔ جو قومیں جذبۂ حب الوطنی سے سرشار ہوتی ہیں ان کو زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی کہ ہم محب وطن ہیں اور نہ اُنہیں اس کا ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہیں ان کا ٹھوس عمل اور کردار ہی ظاہر کر دیتا ہے کہ ان کی رگ رگ میں حب الوطنی کا خون دوڑ رہا ہے !!

میدان معرکہ میں وطن کی خاطر جان دینے یا دفاعی ضروریات کے لئے اپنے مال پیش کر دینے ہی میں حب الوطنی محدود نہیں بلکہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے خدمتِ وطن کی خاطر رشوت خوری سے توبہ کر لینا ملاوٹی کاروبار سے دستبردار ہو جانا وقت کو ضائع نہ کرنا۔ اصل ڈیوٹی سے زائد وقت بھی دفتروں میں پورے خلوص کے ساتھ کام کرنا عوام کا کام ہمدردی کے ساتھ کر دینا ضرورت مند اشیاء کی بلیک نہ کرنا ضرورت سے زیادہ نفع نہ لینا۔ یہ سب حب الوطنی کے عملی ثبوت ہیں اور اسی قسم کی اور بہت سی شاخیں ہیں جن پر وطن کی سچی محبت کے شیریں پھل لگتے ہیں۔ اب ہر شخص کا اپنا کام ہے کہ وہ اپنے دل کو ٹٹولے اور خود ہی اندازہ لگائے کہ وہ حب الوطنی کے کس مقام پر کھڑا ہے۔

یہ حب الوطنی ہی کا عملی ثبوت ہے کہ ہم کارخانوں میں زیادہ کام کر کے ملک کی صنعتی پیداوار کو دوگنا کر دیں اور ہمارا کاشتکار پہلے سے زیادہ محنت کر کے زیادہ سے زیادہ اناج اُگائے تاکہ غلہ کی وہ بڑی مقدار جو ہر سال بیرونی ممالک سے درآمد کی جاتی ہے۔ آئندہ کیلئے اسکی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔ مناسب ہے کہ ہم وزیر اعظم شری لال بہادر شاستری کی اپیل اکتوبر کی بات کو دل میں جگہ دیں جبکہ موصوف نے بڑے ہی مؤثر انداز میں ملک کی غذائی صورتِ حال کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور سب ملک واسیوں کو اپنے اپنے رنگ میں اس کے لئے سچی کوشش کرنے کی تلقین کی تھی آپ کی پُر زور تائید کے مطابق اگر ملک کے کاشتکار پہلے سے زیادہ اناج اُگانے کا پابند قرار دیا گیا ہے تو ذخیرہ اندوزوں کو بھی اپنے بھائیوں کی خیرخواہی کے خیال سے ہم

۳۔ ذخیرہ اندوزی سے اجتناب کرنے کی ضرورت ہے حتیٰ کہ دنیا کی مستورات پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اناج کے سلسلہ میں جہاں تک ہو سکے کفایت شعاری سے کام لیں ملک کے بدلے ہوئے حالات کے مطابق سبھی اہل وطن اپنے فیلوں بہنے کی کوشش کریں اور بالخصوص اس آزمائش کی گھڑی کو بڑے صبر و سکون کے ساتھ گزار لیں۔ اسی سے ہر شخص کی حب الوطنی کا عملی ثبوت ملے گا۔

خطبہ جمعہ

انسان کی قلیل زندگی اور عظیم الشان ذمہ واری

پیشتر اس کے کہ وہ اٹل گھڑی آجائے ہمیں اصلاح کی طرف قدم اٹھانا چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴/جولائی ۱۹۳۹ء بمقام نور دھرمسالہ

تشہد تعوذ اور سورت فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالے کے قانون میں ہمیں ہر جگہ یکسانیت نظر آتی ہے مگر انسان ہی ایک ایسا وجود ہے جس میں سستی اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور اس پر اگر ہوشیار بھی ہوتا ہے۔ تو دورے آتے رہتے ہیں۔ اس کے خلاف ہم دیکھتے ہیں کہ چاند اور سورج ہے ستارے ہیں۔ درخت ہیں، پودے ہیں، جھاڑیاں ہیں، ان چیزوں کے کاموں میں یا اور ہزاروں اور لاکھوں چیزیں ہیں ان کے کاموں میں کبھی غفلت نہیں آتی۔

انسان کی زندگی

دنیا کے مقابلہ میں کتنی مختصر ہے دنیا کی پیدائش کا اندازہ اربوں سال کا لگایا گیا ہے۔ اربوں سال کے مقابلہ میں انسان کی ساٹھ ستر سال کی زندگی کیا حقیقت رکھتی ہے۔ بلکہ ہمارے ملک میں تو ستائیس سال کی اوسط نکلتی ہے۔ بعض ملکوں میں چالیس ہے اور بعض میں پینتالیس ہے۔ اربوں سال کے مقابلہ میں ساٹھ ستر کیا چیز ہے۔ پھر بچپن کی عمر ایک چوتھائی کے قریب اس میں سے نکل جاتی ہے۔ اور ایک تہائی حصہ عمر کا سونے میں گذر جاتا ہے۔ پھر چھ سات سال کھانے پینے وغیرہ حوائج میں نکل گئے گویا بڑی سے بڑی عمر پانے والوں کا

تیس سال کا عرصہ

کام والا بنتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ گورنمنٹ پچپن سال پر پنشن دے دیتی ہے۔ تو اس کے بعد کی عمر کو تو گنتی نہیں چاہیئے۔ گویا پچپیس سال اور نکل گئے اور عمر کے کام کرنے والے حصہ سے بھی دس سال نکل کر کام کا عرصہ پندرہ بیس سال کا رہ گیا مگر اس میں یہ کتنی دفعہ غلطیاں کرتا ہے۔ فرائض چھوڑتا ہے۔ غفلت سے کام لیتا ہے۔ اور دو چار سال گذرنے ہیں تو کہتا ہے میں کتنے عرصہ سے کام کر رہا ہوں۔ اب مجھے کام نہ کرنا چاہیئے۔ حالانکہ دوسری چیزوں کے مقابل پر جن کو یہ خادم قرار دیتا ہے۔ اس کا عمل کتنا متغیر ہوتا ہے۔ اگر انسانی عمل کو نوٹ کیا جائے تو اس لحاظ سے کہ اس کا عقل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے گو بیدل دفعہ یہ کام کو ٹلا دیتا ہے۔ کبھی وقت پر حاضر نہیں ہوتا۔ کبھی اس وقت بھی دوسرے کام کرنے لگ پڑتا ہے۔ اگر اس غفلت کے زمانہ کو نکال دیا جائے تو درحقیقت پانچ چھ سال کا زمانہ کام والا نکلتا ہے۔ باوجود اس کے اللہ تعالے نے اسے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ لیکن یہ قدر نہیں کرتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ انسان کو جو اتنی چھوٹی عمر دی گئی ہے۔ تو یہ اس پر

احسان کیا گیا ہے

کو اتنے لمبے عرصہ تک اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا۔ اور اس کی کمر بوجھ سے ٹوٹ جائے گی۔ حالانکہ دوسرے جانوروں کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔ امریکہ میں ایک کچھوا ہے جس کی عمر سینکڑوں سال سے زیادہ ہے اور اب تک وہ زندہ ہے۔ کہتے ہیں بعض کچھوؤں کی عموماً ہزار ہزار سال ہوتی ہے۔ اور بے جان چیزوں کی عمر کا تو ٹھکانا ہی نہیں۔ تو انسان کو اپنے اعمال میں ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے اسے

اشرف المخلوقات

بنایا ہے۔ اور اس کے ذمہ اہم کام ہیں۔ پھر کھانے پینے سونے میں عمر کا بہت سا حصہ صرف ہو جاتا ہے۔ ایک حصہ بچپن کا ضائع ہو جاتا ہے۔ اور ایک حصہ بڑھاپے کا۔ گویا اس کی مثال گنے پودے کی سی ہے کہ اس کا اوپر کا حصہ بھی ردی ہوتا ہے اور نچلا حصہ بھی ردی ہوتا ہے اور بیچ میں چند دانے ہوتے ہیں۔ اس طرح درمیان میں انسان کے لئے کام کا وقت آتا ہے اگر اس میں بھی وہ کام نہ کرے تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ جب کام کا وقت نکل گیا تو سوائے پچھتانے کے اور کیا ہو سکتا ہے*

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اگر وہ اس عرصہ میں کام کرتا ہے تو بہت عظیم الشان کام کر لیتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال عمر پائی ہے جو کہ زیادہ نہیں ہر زمانہ میں سو سوا سو سال کی عمر پانے والے سینکڑوں لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور میں نے احمدیوں میں بھی کئی ایسے دیکھے۔ اس لحاظ سے

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر

نصف کے قریب بنتی ہے۔ مگر آپ نے اس تھوڑے سے عرصہ میں وہ عظیم الشان کام کیا جس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ آپ عظیم الشان اس لحاظ سے تھے کہ آپ نے سمجھا کہ میرے ذمہ عظیم الشان کام ہے۔ آپ کو اللہ تعالے نے حکم دیا کہ بلغ ما انزل الیک اور کسی کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ کھڑے ہو گئے۔

دنیا کے بدترین ظلم

جو ہو سکتے تھے۔ آپ پر اور آپ کے صحابہ پر توڑے گئے۔ قریب ترین احساسات ماں باپ کے ہوتے ہیں۔ ایک صحابی جن کی عمر پندرہ سولہ سال کی تھی اکلوتے بیٹے تھے۔ جب ایمان لائے اور ان کی ماں کو پتہ چلا۔ تو وہ روئی چیخی اور برتن توڑ دیئے۔ اور ان کے کھانے کے برتن الگ کر دیئے کہ تمہیں کھانا نہ دوں گی

تلافی کرے گا۔ اور کہا کہ میں تمہاری شکل سے بیزار ہوں۔ تم نے ہماری ناک کاٹ دی ہے۔ اور پھر بھی جب اثر نہ ہوا۔ تو انہیں کہا کہ گھر نہ آیا کرو۔ اس پر انہوں نے ماں سے کہا۔ گو مجھے آپ سے محبت ہے لیکن حق کے مقابل پر اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ پھر کئی سال باہر رہنے کے بعد واپس آئے۔ لیکن ماں نے پھر بھی یہی کہا کہ میں تب گھر آنے دوں گی جب تم اسلام چھوڑ دو گے اس پر پھر وہ چلے گئے۔ اور پھر ماں کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ لیکن اس زمانہ میں جو ہوتا ہے اس کو دیکھو ہماری جماعت میں معمولی کام کو بڑا کام اور معمولی تکلیف کو بڑی تکلیف سمجھنے لگ پڑتے ہیں۔ ایک دفعہ قادیان میں کچھ فساد ہوا اور میں نے تحقیق کے لئے ایک دوست کو جو کمانڈر ہیں ایک بات دریافت کرنے کے لئے بلایا۔ انہوں نے سمجھا کہ میں گھبرا گیا ہوں۔ اور مجھے تسلی دینے کے لئے کہا کہ یہ واقعہ کیا چیز ہے اس سے بڑھ کر مصیبتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہم پر آئی ہیں۔ ایک دفعہ ہنڈالاب سے مٹی اٹھا رہے تھے کہ مرزا امام الدین صاحب آگئے۔ اور کہا کہ کون ہماری اجازت کے بغیر مٹی اٹھا رہا ہے۔ ان کو دیکھ کر سب لوگ بھاگ گئے اور میں ہی اکیلا وہاں رہ گیا۔ میں نے دعا کی یا اللہ یہ ایسا ہی وقت ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر غار ثور پر آیا تھا۔ اس طرح وہ مجھے تسلی دے رہے تھے۔ حالانکہ یہ ان کے

نفس کی بزدلی

تھی۔ میں حیران تھا کہ اس شخص نے کتنے معمولی سے واقعہ کو غار ثور جیسے عظیم الشان واقعہ سے تشبیہ دی ہے۔

غرض یہ حالت ہے اس زمانہ کے لوگوں کی کہ چھوٹی چھوٹی ذمہ داری کے کاموں سے آرام کی وجہ سے بجائے شکریہ ادا کرنے کے ۔

غفلت میں ترقی

ہو رہی ہے۔ اور کام میں بڑھنے کی بجائے اس کی مقدار اور اس کا معیار کم ہو رہا ہے۔ اور کھانے پینے کی چیزوں میں زیادتی کے ساتھ غفلت میں بھی زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور انسان کو زندہ رہنے کی مشق کم ہو رہی ہے۔ ان کی زندگی وحوش کی سی ہے۔ بلکہ

وحوش کی زندگی

ان سے اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل۔ انسان چوری کرتا ہے۔ کسی کا مال اڑا کر لے جاتا ہے۔ تو یہ فعل برا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ایک کتا اٹھا کر لے جاتا ہے تو یہ فعل اس کے لئے برا نہیں کیونکہ وہ اس قانون کا پابند نہیں جس کا انسان پابند ہے۔ وحوش بھی کسی قانون کے ماتحت ہیں اور جو باتیں ان کی سرشت میں ودیعت کی گئی ہیں وہ ان کی پابندی کرتے ہوئے جان تک دے دیتے ہیں۔

ایک بزرگ کا واقعہ

لکھا ہے کہ وہ آبادی سے دور جنگل میں رہتے تھے۔ ان کو اس جنگل میں ہمیشہ کھانا پہنچ جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے کچھ آزمائش کی۔ اور ان کو تین دن تک کھانا نہ آیا۔ اس پر گھبرا کر وہ شہر کی طرف چل پڑے۔ اور ایک دوست کے مکان پر پہنچے جس نے تین روٹیاں اور سالن دیا۔ وہ لے کر جنگل کی طرف چل پڑے۔ شاید روزہ ہو گا۔ اور روزہ کھول کر کھانا کھاتا ہو گا کھانا دینے والے کا کتا بھی ساتھ چل پڑا۔ انہوں نے دیکھا تو ایک روٹی اور نصف سالن اسے ڈال دیا۔ مگر اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ وہ کتا پھر پیچھے چل پڑا۔ انہوں نے پھر بقیہ کا نصف اسے ڈال دیا۔ وہ پھر کھا کر پیچھے ہو لیا۔ اس پر انہوں نے غصہ سے کہا کہ

کیسا بے شرم ہے

میں تیرے دور شیطان کا سے آگے ڈال چکا ہوں پھر بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ ان الفاظ کا ان کے منہ سے نکلنا تھا کہ معاً انہوں نے کشفی

حالت میں کتے کو دیکھا کہ سامنے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ بے شرم میں ہوں کہ تم ہو۔ میں پہلے عرصہ سے اپنے

مالک کے دروازے پر

پڑا ہوں۔ اور بعض اوقات سات سات روز تک مجھے فاقے پر فاقے آتے ہیں مگر مجھے خیال تک نہیں آتا کہ اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر چلا جاؤں۔ ایک تم ہو کہ تین دن کھانا نہیں ملا تو بھاگ کر شہر کی طرف آگئے اس کشف سے وہ ایسے متاثر ہوئے کہ بقیہ کھانا بھی کتے کے آگے پھینک کر خالی ہاتھ جنگل کی طرف چل پڑے یہ خدا تعالیٰ نے اس بزرگ کو

سمجھانے کے لئے کیا

اور وہ سمجھ گئے۔ واپس گئے تو جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پہلے کھانے کا سامان کر دیا کرتا تھا کسی کے دل میں ڈالا اور وہ کھانا لئے ان کا انتظار کر رہا تھا۔ کہ نہ معلوم آج کدھر چلے گئے ۔

سو ان جانوروں کے لئے انسانی قانون نہیں۔ مگر جو قانون ان کے لئے مقرر ہے۔ وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ ان میں وفاداری ہوتی ہے جان بھی دے دیتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بل ھم اضل فرمایا ہے کہ

انسانی زندگی ان جانوروں سے بھی بدتر

ہوتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کی زندگی کے، جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلتے ہیں۔ انسان اپنی رنگ رلیوں میں لگا رہتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتا کہ اس پر قوم کی کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مومنوں کو سیدھا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اور بری عادات چھوڑنی چاہئیں۔ بے شک ایک دن میں انسان کامل نہیں ہو سکتا۔ لیکن صحیح راستہ پر چل رہا ہو تو ایک نہ ایک دن وہ منزل تک پہنچ ہی جائے گا

ہمارے بزرگوں نے

خرگوش اور کچھوے کی مثال

بنائی ہے۔ اور اس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ خرگوش اپنی دوڑ پر ناز کرتے ہوئے منزل سے پہلے سو گیا۔ اور کچھوا آہستہ آہستہ چلتا چلا گیا۔ اور منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ جس سے ظاہر ہے کہ جب انسان صحیح راستہ پر چل پڑتا ہے تو خواہ اس کی رفتار سست ہو۔ ایک نہ ایک دن گوہر مقصود اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن جو شخص

صحیح راستہ

اختیار نہیں کرتا یا کچھ دیر چل کر غافل ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق کس طرح توقع ہو سکتی ہے۔ کہ منزل مقصود تک پہنچ جائے گا۔ ہر انسان نے مرنا ہے۔ گو ہر انسان خیال یہی کرتا ہے۔ کہ اس پر موت نہیں آئے گی۔ پیشتر اس کے کہ وہ اٹل گھڑی آ جائے ہمیں اصلاح کی طرف قدم اٹھانا چاہیئے۔ اور اپنے فرائض کو سمجھنا چاہیئے۔ اور ان کی ادائیگی کے لئے پوری طرح کوشاں رہنا چاہیئے۔

(الفضل ۸ اگست ۱۹۳۹ء)

(قسط نمبر ۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے چند تابندہ گوشے

از بشیر احمد صاحب طاہر متعلم مولوی فاضل کلاس مدرسہ احمدیہ قادیان دارالامان

دوسری دلیل

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اس امر کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ زمانہ پکار پکار کر اس وقت ایک مصلح کو طلب کر رہا ہے ۔ اور یہ کہ اس وقت کا مصلح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی نہیں اور یہ کہ چونکہ مسیح موعود ہونے کے مدعی صرف بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اس لئے ان کے دعوے کو رد کرنا گویا خدا تعالےٰ کی سنت کا ابطال ہے اب میں اس بات کی اندرونی شہادتیں پیش کرتا ہوں جو اس بات کا ثبوت پیش کریں گی کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعوے میں راستباز تھے اور خدا کی طرف سے مامور اور مرسل تھے ۔

اللہ تعالےٰ نے سورۃ یونس میں ہر راستباز کے دعوے کی صداقت کو پرکھنے کے لئے ایک واضح معیار بیان فرمایا ہے کہ جس سے ہر مدعی رسالت کے صدق و کذب میں بآسانی امتیاز کیا جاسکتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

اور جب ان کے سامنے ہمارے کھلے کھلے احکام پڑھے جاتے ہیں تو وہ لوگ جو قیامت کے منکر ہیں کہتے ہیں کہ یا تو اس کے سوا کوئی قرآن لے آ ۔ یا اس میں قابل اعتراض حصہ بدل دے ۔ تو کہہ دے کہ میرا کیا حق ہے کہ میں اپنی طرف سے اس کلام کو بدل دوں ۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل ہوتی ہے میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نافرمانی کروں ۔ تو اس بڑے دن کے ہیبت ناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا ۔ تو کہہ دے کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو میں یہ کلام تمہارے سامنے پیش نہ کرتا ۔ بلکہ اس کے متعلق تمہارے آگے اشارہ بھی نہ کرتا ۔ چنانچہ اس سے قبل میں نے تمہارے اندر ایک عمر گزاری ہے کیا تم اس پر نظر کرتے ہوئے اس بات کو نہیں سمجھتے کہ میرے جیسا انسان جھوٹ نہیں بول سکتا ۔

یہ ایک ایسی دلیل ہے جسے قرآن کریم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے بیان فرمایا ہے اور یہ دلیل ہر راستباز کے دعوے کی سچائی پرکھنے کے لئے ایک زبردست معیار ہے ۔ سورج کی دلیل اس سے زبردست اور کچھ نہیں کہ خود سورج موجود ہے ۔ اسی طرح صادق اور راستباز کی صداقت کے دلائل میں سے ایک زبردست دلیل اس کا اپنا نفس ہے ۔

چنانچہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کیا تو اس سے قبل ابولہب اور دوسرے کافر یہی کہتے تھے ۔ ماجربنا علیك الا صدقا ۔

(بخاری کتاب التفسیر جلد ۳ صفحہ ۱۰۱ مصری)

کہ ہم نے آپ سے سوائے سچ کے اور کبھی کچھ تجربہ نہیں کیا ۔ مگر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا دعویٰ فرمایا فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید کہ میں خدا کی طرف سے نبی ہو کر آیا ہوں اور یہ کہ خطرناک عذاب آنے والا ہے تو انہی صدقین نے انکار کیا اور ابولہب نے تو "تبالک" بھی کہہ دیا کہ آپ کو نعوذ باللہ ہلاکت ہو ۔

پس مامور من اللہ کی قبل از دعوےٰ کی زندگی دوست و دشمن کے تجربہ کے رو سے پاک ہوتی ہے گو پاک تو اس کی دعویٰ نبوت کے بعد کی زندگی بھی ہوتی ہے مگر چونکہ دعوئے نبوت ... کی وجہ سے عام اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اور دشمن بات بات پر اعتراض کرتے ہیں اور مختلف طرح طرح کے اعتراض کیا کرتے ہیں ۔ پس اگر کسی مدعیٔ ماموریت کی صداقت پرکھنی ہو تو اس کی دعوے سے قبل کی زندگی پر نظر ڈالنی چاہیئے ۔ چنانچہ اسی امر کو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی صداقت کے طور پر پیش کیا ۔ حضور فرماتے ہیں :-

"اب دیکھو خدا تعالےٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طور سے پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب ، افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے ۔ تا تم خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہو گا ۔ کون تم میں سے ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے ۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے ۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

آپ قادیان کے رہنے والے تھے جس میں ہندوستان کے تینوں مذاہب کے پیرو یعنی ہندو ، سکھ اور مسلمان بستے ہیں ۔ گویا آپ کی زندگی کے نگران تینوں قوموں کے آدمی تھے ۔ آپ کے خاندانی تعلقات ان لوگوں سے ایسے نہ تھے کہ ان کو آپ سے کچھ ہمدردی ہو ۔ کیونکہ آپ کی ابتدائی عمر کے ایام میں انگریزوں نے اس ملک پر قبضہ کیا تھا اور ان کی آمد کے ساتھ قادیان کے باشندوں نے جو آپ کے آباؤ اجداد کی رعایا میں سے تھے ۔ اس انقلاب حکومت سے فائدہ اٹھا کر اپنی آزادی کے لئے جد و جہد شروع کر دی ۔ اور قصبہ کے تمام باشندوں نے آپ کے والد کے ساتھ تنازعات و مقدمات شروع کر دیئے چنانچہ باوجود آپ کی خلوت پسندی کے آپ کے والد صاحب نے کچھ عرصہ تک آپ کو ان مقدمات کی پیروی کے لئے مقرر کر دیا ۔ مگر باوجود اس کے کہ سب اہل مذاہب سے آپ کے تعلقات تھے اور سب سے مذہبی نقطۂ نگاہ سے مخالفت تو تھی مگر ہر شخص خواہ ہندو تھا خواہ سکھ خواہ عیسائی خواہ مسلمان اس بات کا معترف تھا کہ آپ کی زندگی دعویٰ سے قبل نہایت ہی بے عیب اور پاک تھی ۔ اور آپ اعلےٰ اخلاق کے مالک تھے سچائی کو آپ کبھی نہ چھوڑتے تھے ۔ اور لوگوں کا اعتبار اور یقین آپ پر اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ آپ کے خاندان کے دشمن بعض دفعہ ان حقوق کے تصفیئے کے لئے جن کے متعلق ان کو آپ کے خاندان سے اختلاف ہوتا اس امر پر زور دیتے تھے کہ جو فیصلہ آپ دیں ان کو منظور ہو گا ۔

پس کسی کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جو مذہباً غیر ہوں اور جن میں سے اکثر مخالف بھی ہوں مگر مدعی کی نیک نیتی اور نیک چلنی پر گواہی دیں اور ان کے بچپن سے لے کر تا وفات اس قسم کے حالات بیان کریں جو مقبولانِ خدا کے ہوا کرتے ہیں ۔ چنانچہ بطور نمونہ ایسے افراد کی چند شہادتیں پیش کرتا ہوں ۔

سب سے پہلے ایک ایسے شخص کی رائے پیش کی جاتی ہے جو بعد میں آپ کا سخت مخالف ہو گیا ۔ اور آپ کے دعوے پر اس نے سب سے پہلے آپ کی تکفیر کا فتویٰ دیا ۔ میری مراد اہلحدیث کے لیڈر اور سرگروہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ہے ۔ جنہوں نے آپ کی تصنیف براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں آپ کی نسبت ان الفاظ میں گواہی دی :-

"ہماری رائے میں یہ کتاب (براہین احمدیہ) اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی ۔ اور آئندہ کی خبر نہیں ۔ لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرًا اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم دیکھی جاتی ہے ۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام ۔ . . . . . . سے مقابلہ کیا گیا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو ۔"

(اشاعۃ السنہ صفحہ ۶ نمبر ۷)

(۲) ۔ دوسری شہادت مولوی ظفر علی خان اڈیٹر

آف "زمیندار" کے والد مولوی سراج الدین صاحب کی ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:-

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اور اس وقت آپ کی عمر ۲۲ یا ۲۴ سال کی ہوگی اور ہم چشم دید شہادت سے کہتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔"

(زمیندار ۸ جون ۱۹۰۸ء)

نہ صرف یہ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ کبھی کوئی مخالف تیری سوانح پر کوئی داغ نہیں لگا سکیگا (نزول المسیح ص۲۱۲) اور پھر اس دعوے کے مطابق آپ نے متواتر مخالفوں کو چیلنج دیا کہ وہ آپ کے مقدس چال چلن کے خلاف کوئی بات پیش کریں۔ مگر باوجود بار بار مخالفوں کے اکسانے کے کوئی شخص آپ کے خلاف کچھ نہ کہہ سکا۔ اور ثابت ہو گیا کہ بقول بہت سے ہندوؤں اور سکھوں اور مسلمانوں کے فی الواقع آپ کے بچپن اور جوانی کی زندگی اللہ والوں کی زندگی تھی۔ جو بذاتِ خود آپ کی صداقت پر ایک واضح اندرونی شہادت ہے۔

(تیسری دلیل)

خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید

مدعیٔ ماموریت کی صداقت کے لئے اس امر کا ہونا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کے شاملِ حال ہو۔ کیونکہ ایسے مدعی خدا تعالیٰ کے محبوب ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ خدا تعالیٰ کا محبوبوں والا سلوک ہونا بھی ضروری ہے چنانچہ آج تک جس قدر انبیاء مبعوث ہوئے ہیں۔ اُن کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ اپنی خاص حکمت کے تحت بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے انہیں مبعوث فرماتا ہے ان کو ہر جہت سے دشمنوں سے محفوظ رکھتا چلا آتا ہے۔ مثلاً سری کرشن جی علیہ السلام کے زمانے میں راجہ کنس نے سری رام چندر جی علیہ السلام کے زمانے میں راون نے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون نے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے زمانے میں بعض یہودیوں نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کفار مکہ نے مخالفت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی تو اس وقت خدا تعالیٰ نے اپنے قول کے مطابق کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ

عزیز یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر اس بات کو فرض کر لیا ہے کہ میرے رسول ہی غالب رہیں گے یقیناً اللہ تعالیٰ طاقت والا غالب ہے۔ انہیں دشمنوں پر غلبہ عطا فرمایا۔ اور اس طرح سے خدا تعالیٰ کی غائبانہ نصرت و تائید انکی صداقت کی ایک بین دلیل بنی۔ یہ ممکن نہیں کہ ایک صادق مامور من اللہ کی اللہ تعالیٰ اپنی خاص نصرت نہ فرمائے وہاں یہ بھی ممکن نہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ اپنی نصرت سے نوازے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ [illegible] نے بڑی وضاحت کے ساتھ متعدد مقامات پر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے:-

(۱) كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ (مجادلہ ع۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر اس بات کو فرض کر لیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے یقیناً اللہ تعالیٰ طاقت والا غالب ہے۔

(۲) اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (مومن ع۶)

یعنی ہم ضرور اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ہمارے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی مدد کیا کرتے ہیں۔

پھر فرمایا۔

(۳) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (حشر ع۱)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جن لوگوں پر چاہتا ہے تسلط عطا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

ان سب آیات سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو فتح اور غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس بات کو صاف کر دیا گیا ہے کہ جھوٹا مدعی الہام مقررہ سزا اور ہلاکت سے بچ نہیں سکتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۱) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ (سورہ الحاقہ ع۲)

یعنی اگر یہ رسول جان بوجھ کر ہم پر جھوٹ باندھ رہا ہوتا تو ہم اس کا دایاں بازو پکڑ لیتے اور اس کی رگِ جان کاٹ ڈالتے یعنی اس کی نصرت اور تائید کا دروازہ بند کر دیتے اور اس پر ناکامی اور نامرادی کو مسلط کر دیتے۔ اسی طرح ایک اور جگہ فرماتا ہے

(۲) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ انعام ع۳)

یعنی اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتا ہے یا اللہ کی آیات کو جھٹلاتا ہے بات یہ ہے کہ ظالم کامیاب نہیں ہوتے یعنی جبکہ ظالم کامیاب نہیں ہوتا تو یہ اللہ تعالیٰ کا گنہگار جو سب قسم کے روحانی ظالموں سے زیادہ ظالم ہے کب کامیاب ہو سکتا ہے ان قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دو قانون جاری ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنے رسولوں کو مظفر و منصور فرماتا ہے اور ان کے مخالفوں کو خائب و خاسر کر دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ جو لوگ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں نہ صرف یہ کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و نصرت نہیں ملتی بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کو ہلاک کر دیتا ہے تا سچے اور جھوٹے کے ساتھ خدا تعالیٰ کا سلوک نمایاں ہو جاتے۔!!

پس سنت الٰہیہ اور ازلی قانون کے مطابق جب ہم حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے پر غور کرتے ہیں تو آپ کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے اور کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جس وقت آپ نے دعویٰ کیا تو آپ اکیلے تھے لیکن باوجود اس کے کہ مولویوں، پیروں، گدی نشینوں، پنڈتوں، پادریوں، امیروں اور حکام نے شروع شروع میں اپنا ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ لوگ آپ کی بات کو نہ مانیں اور آپ کے سلسلے میں داخل نہ ہوں۔ مگر کسی کا منصوبہ کامیاب نہ ہوا۔ ایک ایک کر کے لوگ آپ کی طرف بڑھنے لگے۔ غرباء میں سے بھی اور امیروں سے بھی، علماء میں سے بھی اور صوفیاء میں سے بھی مسلمانوں میں سے بھی اور عیسائیوں میں سے بھی۔ ہندوؤں سے بھی اور دوسری قوموں میں سے بھی یہاں تک کہ آپ کی وفات تک آپ کی جماعت ہزاروں سے نکل کر لاکھوں تک ترقی کر چکی تھی۔ اور اب تو اس جماعت کو بفضلہ تعالیٰ بین الاقوامی پوزیشن حاصل ہو چکی ہے اور دنیا کے تمام مہذب ممالک میں آپ کے ماننے والے موجود ہیں۔ یورپ، ایشیا، افریقہ، امریکہ، آسٹریلیا اور جزائر وغیرہ سبھی جگہ آپ کے ماننے والوں کی منظم جماعتیں قائم ہیں۔ دنیا کے ہر خطہ میں لاکھوں لوگوں کا آپ کو مان لینا اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت آپ کے شاملِ حال تھی۔ آپ کو لوگوں نے قتل بھی کرنا چاہا۔ زہر سے بھی مارنا چاہا۔ عدالتوں میں بھی آپ کی پیشی کرائی۔ اور آپ پر جھوٹے مقدمات بنائے گئے۔ اور پہلے مسیح کی طرح دوسرے مسیح کو بھی صلیب پر لٹکانا چاہا مگر

ہر چند آپ کامیاب رہے اور ہر حملے سے آپ محفوظ رہے۔ اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے آپ کی جماعت بڑھتی گئی اور بڑھتی ہی چلی گئی۔!!

خدا تعالیٰ کی اس نصرت و تائید کے سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مخالفوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کیلئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اُٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

اعلانِ نکاح

مکرم حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب امیر مقامی قادیان نے مورخہ ۲۴/۹/۶۵ کو نماز جمعہ سے قبل برادرم مکرم عبدالرحمن صاحب ولد فضل دین صاحب درویش قادیان کے نکاح کا مسماۃ حسن آرا بنت سید عسکر علی صاحب مرحوم ساکنہ جیرام پور اڑیسہ مبلغ سات سو روپیہ حق مہر پر اعلان فرمایا۔ احباب اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار
قریشی محمد شفیع عابد درویش قادیان

ایک ولادت

مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش نائب آڈیٹر قادیان کے ہاں محترمہ سہیلہ محبوب صاحبہ بی۔ اے دختر مکرم سید محبوب حسن صاحب ایڈووکیٹ کے بطن سے بمقام بھاگل پور (بہار) ۸ راکتوبر کو بچی تولد ہوئی ہے۔ جس کا نام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے طیبہ تجویز کیا ہے۔

احباب بچی کے صالحہ۔ قرۃ العین اور طول عمر ہونے کے لئے دعا فرمائیں

خاکسار:-
ملک صلاح الدین
(مؤلف اصحاب احمد)
قادیان

اخبار و آراء

اخبار

سنت فتح سنگھ مرن برت اور کامریڈ رام کشن

امرتسر ۶ اکتوبر (خاص نامہ نگار سے) کامریڈ رام کشن مکھیہ منتری پنجاب نے کل پنجابی صوبہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ پنجابی صوبہ کے وہ خلاف ہیں اور پنڈت نہرو کے فارمولا کو ہی پنجاب کے لئے بہترین فارمولا قرار دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں آج سنت فتح سنگھ بہت ناراض ہو گئے ہیں اور انہوں نے ایک بیان میں کامریڈ رام کشن مکھیہ منتری کو ناسمجھ، تنگ دل، فرقہ پرست اور اسی طرح کے کئی الفاظ سے یاد کیا ہے اور دھمکی دی ہے کہ میں نے اپنا مرن برت اور جل مرنے کا پروگرام اکالی دل کی ورکنگ کمیٹی کے حکم سے عارضی طور پر ملتوی کیا ہے۔ اس بات کی کسی کو غلط فہمی نہ رہے۔ اور کامریڈ رام کشن کے بیان سے جو حالات پیدا ہوں گے۔ اُن کی تمام ذمہ داری کامریڈ رام کشن پر ہوگی۔ بیان میں کہا گیا کہ پنجابی صوبہ طلب کرنا پنجابیوں کی خدمات کی سیدھی توہین ہے اور پنجابی صوبہ بن جانے سے پنجاب کے لوگوں اور دیش کے مفاد محفوظ ہو سکتے ہیں۔ کامریڈ رام کشن کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ وہ پنجاب کی شانت صورت حالات کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔ سنت فتح سنگھ نے اپنے بیان میں کہا کہ کامریڈ رام کشن کا اس طرح کا بیان دینا میری اور اکالی دل کی توہین ہے۔ آپ نے کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت پنجابی صوبہ کے قیام کو روک نہیں سکے گی۔ اور میں پنجابی صوبہ کے حصول کے لئے مرن برت اور جل مرنے کے پروگرام پر قائم ہوں اور جب ضرورت محسوس کروں گا اسے شروع کر دوں گا۔ سنت فتح سنگھ نے اپنے بیان میں اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے کہا کہ پنجابی صوبہ ان کی لاشوں پر بنے گا اور کہا کہ پنجابی صوبہ ضرور بنے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ وہ اپنی لاشیں دشمن کے مقابلہ کے لئے ریزرو رکھیں تاکہ یہ لاشیں قوم کے کام آ سکیں۔

سردار گورنام سنگھ کا بیان

روہتک سبھا میں اکالی گروپ کے لیڈر سردار گورنام سنگھ نے بھی مکھیہ منتری کے بیان پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ وہ بھی فرقہ پرست آریہ سماجیوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور انہوں نے الزام لگایا کہ مکھیہ منتری یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ شری نندہ بھی پنجابی صوبہ کے خلاف ہیں۔ سردار حکم سنگھ کو مشاورتی کمیٹی کی صدارت سے مستعفی ہونے کے مشورہ پر بھی سردار گورنام سنگھ نے سخت چیں بجبیں ہو کر کہا کہ وہ نہیں چاہتے کہ دیش کی حفاظت کے لئے خون بہانے والے سکھوں اور جاٹوں کے ہاتھ میں اختیارات آ جائیں۔ سردار گورنام سنگھ نے دعویٰ کیا کہ صرف ۵ فیصدی شہری ہندو اس مطالبہ کے خلاف ہیں۔ (ملاپ جالندھر ۷/۱۰/۶۵)

کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا

چنڈی گڑھ ۶ اکتوبر۔ پنجاب سرکار نے پاکستانی حملہ سے اُجڑنے والے لوگوں کو قرضہ دینے کے لئے آج ۲۰ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے یہ قرضہ بغیر سود کے دیا جائے گا اور دس آسان قسطوں میں وصول کیا جائے گا۔ پہلی قسط ان لوگوں کے مستقل طور پر بسنے کے دو سال بعد لی جائے گی۔ مکھیہ منتری کامریڈ رام کشن نے آج بتایا کہ یہ فیصلہ کیبنٹ کی میٹنگ میں کیا گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ پٹی اور ملوٹ میں دو عارضی کیمپ کھولنے کے علاوہ امرتسر اور گورداسپور کے اضلاع میں دو مزید کیمپ کھولے جائیں گے۔ مکھیہ منتری نے بتایا کہ اُن اُجڑے ہوئے لوگوں کو جو اپنے رشتہ داروں کے پاس رہ رہے ہیں آٹا دال بھی مفت دیا جائے گا۔ مکھیہ منتری نے بتایا کہ عارضی کیمپوں کے خرچ کے لئے چھ لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ سرکاری اور پرائیویٹ سکولوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اُجڑے ہوئے لوگوں کے بچوں کو سکولوں میں مفت تعلیم دی جائے۔ مکھیہ منتری نے مزید بتایا کہ موجودہ ایمرجنسی میں سرکار اس سال کوئی تازہ ٹیکس نہیں لگانا چاہتی۔ پنجاب سرکار نے مرکز کو بتا دیا ہے کہ پنجاب کے لوگ تازہ ٹیکسوں کے بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پنجاب سرکار نے لوگوں کو بسانے اور ریلیف دینے کے لئے مرکز سے دس کروڑ روپیہ دینے کی درخواست کی ہے۔ (روزانہ ملاپ ۷/۱۰/۶۵)

ایوب خاں اور ماؤ سی تنگ کے پتلے

نئی دہلی ۷ اکتوبر۔ کل یہاں ایوب خاں، ماؤ سی تنگ، ... کے پتلے

ایک جلوس کی شکل میں سنگم بودھ گھاٹ پر لے جائے گئے۔ جہاں انہیں جمنا کے پانی میں بہا دیا گیا۔ ان پتلوں کے ہاتھوں میں ایٹم بم تھے۔ جب ان پتلوں کو دریا میں بہایا گیا تو سینکڑوں لوگوں نے یہ نظارہ دیکھا۔ اس جلوس کا انتظام کرنے والوں نے ان چاروں کو جنگ باز اور ایشیا کے راون قرار دیا۔ (پرتاپ ۷/۱۰/۶۵)

پنجاب کی نئی تقسیم سارے ملک کیلئے نقصان دِہ ثابت ہوگی

جالندھر ۶ اکتوبر (سٹاف نامہ نگار سے) کل یہاں پنجاب ایجی ٹیشن کمیٹی کے زیر اہتمام بجرم پوائنٹ آریہ سماج مندر کی میٹنگ میں کئی دھارمک اور سیاسی نمائندوں نے تقریریں کیں۔ لالہ جگت نارائن ممبر پارلیمنٹ نے اپنی تقریر میں کہا کہ سردار حکم سنگھ کا پنجابی صوبہ سے متعلقہ مشاورتی کمیٹی کا چیئرمین بنایا جانا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کمیٹی ہوارہ کے حق میں جائے گی۔ دو کمیٹیوں کی تشکیل سے پنجابی صوبہ کے قیام کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ شری دیوان چند شرما ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ اگر پنجابی صوبہ بنا دیا گیا تو ہندوستان بھر کے آئینی راشٹریہ ڈھانچہ کو ہلنے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ دوسرے صوبوں میں بھی اسی قسم کی مزید تقسیم کی وبا پھیل جائے گی۔ کما رنبیر جن سنگھ کے جنرل سیکرٹری شری جگیہ دت نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو کہنا مشکل ہے کہ وہ کونسی طاقت ہے جس نے سنت فتح سنگھ کو پنجابی صوبہ کے حصول کے لئے مرن برت رکھنے پر مجبور کیا تھا۔ مگر میں یہ بات بیقین سے کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے یہ مرن برت نہ تو لیڈروں اور سرکار کے کہنے پر چھوڑا ہے بلکہ ایسے وقت میں جبکہ پنجاب اور ہندوستان دشمن سے برسر جنگ تھا۔ ہر ہندو سکھ پنجابی کے جذبات کے زیر اثر انہوں نے ایسا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سنت فتح سنگھ کی اہمیت کو ناجائز طور پر بڑھایا جا رہا ہے۔ شری گلزاری لال نندہ اور شریمتی اندرا گاندھی کو چاہیئے کہ وہ سنت جی کا فکر نہ کریں۔ شری جگیہ دت نے ... کہا کہ ایک طرف تو اکالی پنجابی صوبہ کی لڑائی لڑ رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارا پیلا قوم ہے۔ جہاں تک پنجابی بھاشا کا تعلق ہے۔ اس کی ترقی کے لئے ہر قسم کی سہولیات بہم پہنچائی گئی ہیں پنجابی یونیورسٹی بھی قائم ہو گئی ہے۔ اب گورنمنٹ کو فرقہ پرست اکالیوں کی سرگرمیوں سے خبردار رہنا چاہیئے۔ اگر فرقہ دارانہ آدھار پر کسی صوبہ کی تقسیم کی گئی۔ تو یہ ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر کے لئے دکھدائیک ہو جائے گی۔ (پرتاپ ۷/۱۰/۶۵)

اتحادی جنرل اسمبلی میں سیّد میر قاسم کا اعلان

نیویارک ۶ اکتوبر۔ کل اتحادی جنرل اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے بھارتی وفد کے ایک ممبر سید میر قاسم نے پھر اعلان کیا کہ کشمیر میں کوئی رائے شماری نہیں ہوگی۔ پچھلے ہفتہ جنرل اسمبلی میں پاکستانی نمائندہ نے جو تقریر کی تھی۔ آپ اس کا جواب دے رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ کشمیر کے لوگوں نے بھارت سے الحاق کی تصدیق کرنے، بھارت کے ساتھ الحاق اور ادغام کی حامی سیاسی جماعت کی حمایت کرنے اور باقاعدہ وقفوں پر چناؤ کے ذریعہ اپنی خواہشات کی تصدیق کرنے کے علاوہ ۱۸ سال کے اندر دو بار پاکستان کو اپنے خون سے جواب دیا ہے۔ آپ نے اتحادی کمیشن کے ریزولیوشن کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ پہلے پاکستان نے اس ریزولیوشن کے پہلے اور دوسرے حصہ پر عمل کرنا ہے۔ تب اس کے باقی حصہ پر عمل ہونا ہے۔ آپ نے تفصیلاً بتایا کہ کشمیر میں آئین ساز اسمبلی کے چناؤ ہوئے۔ اس نے الحاق کی توثیق کی اور آئین کی منظوری دی اور پھر چناؤ ہوئے۔ اس لئے اب لوگوں کی مزید خواہشات جاننے کی ضرورت نہیں۔ بھارت سرکار اپنی پوزیشن واضح کر چکی ہے اور میں دوبارہ اعلان کرتا ہوں کہ ہرگز کوئی رائے شماری نہیں ہوگی۔ پاکستانی نمائندہ نے جو طنزیہ ریمارکس کئے تھے کہ "جو بھارتی مسلمان بین الاقوامی پلیٹ فارم پر بھارت کا کیس پیش کرنے آتے ہیں اُن کی یہ خاص کمزوری ہے کہ وہ بھارت کے سیکولرازم کی تعریف کرتے ہیں اور میں اُن سے ہمدردی کرتا ہوں"

اس کا جواب دیتے ہوئے میر قاسم نے کہا کہ بھارتی مسلمان ان سستی طنزوں کے ہمیشہ عادی ہو چکے ہیں۔ ان کا جواب دینے کی ضرورت نہیں"۔ بھارت کو فخر ہے کہ یہاں دنیا کی تیسری بڑی مسلم آبادی ہے بھارت کے مسلمانوں کو فخر ہے کہ انہیں دیش کے پورے شہریوں کی طرح نہ صرف آئین میں گارنٹی شدہ تمام حقوق اور مراعات حاصل ہیں۔ (پرتاپ ۷/۱۰/۶۵)

آراء

امرت سر کا مستقبل

دو باتوں نے امرت سر کے مستقبل کو نیند دشمن بنا دیا ہے۔ ایک تو پاکستان کے ساتھ جھگڑا لڑائی اور دوسرا پنجابی صوبہ اس ... حالیہ لڑائی نے لوگوں کے دلوں میں کئی قسم کے

شک پیدا کر دیئے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو ایک لحاظ سے امرتسر پہلے سے زیادہ محفوظ ہو گیا ہے۔ پہلے اس کی سرحد سولہ یا سترہ میل پر ختم ہو جاتی تھی اب وہ اور سات میل پرے چلی گئی ہے پاکستان کی اور ہماری فوجوں کے درمیان اب ایک بڑی نہر بھی کھڑی ہے۔ اگر ہمارے لئے اس نہر کو پار کر کے لاہور کی طرف بڑھنا مشکل ہے تو پاکستانیوں کے لئے بھی اسے پار کر کے امرتسر کی طرف آنا مشکل ہو گا۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ یہ نئی سرحد قائم رہے گی اور اس میں جلد یا بدیر کوئی رد و بدل نہ ہو گا۔ سوال معقول ہے اور اس کا میرے پاس بھی کوئی جواب نہیں۔ سوائے اس کے کہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کسی جنگ کے بعد جو حد بندی ہوتی ہے وہ اکثر مستقل شکل اختیار کر جاتی ہے۔ جرمنی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ کوریا، ویٹنام اور دوسرے دیشوں میں جہاں جہاں بھی لڑائیاں ہوئی ہیں اُن کے خاتمہ پر فوجیں جہاں بھی کھڑی ہوتی ہیں وہیں ایک مستقل سرحدی لائن بن جاتی ہے۔ حالات بتا رہے ہیں کہ اب ہماری سرحد اچھوگل نہر پر ہی بنے گی۔ اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ امرتسر پہلے سے زیادہ محفوظ ہو گیا ہے۔ لیکن اس بات سے تو میں بھی انکار نہیں کر سکتا کہ امرتسر کیا سارے پنجاب کی ہی اب وہ حالت ہو جائے گی جو کسی زمانہ میں بٹوارہ سے پہلے صوبہ سرحد کی ہوا کرتی تھی۔ گورداسپور۔ امرتسر اور فیروزپور یہ تین ضلعے تو خاص طور پر ہمیشہ ہی دشمن کی توپوں کی زد میں رہیں گے۔ لیکن امرتسر میں کروڑہا روپے کی مشینری اور اربوں روپے کا جو مال موجود ہے اسے وہاں بیکار سمجھ کر چھوڑا نہیں جا سکتا۔ یہ کارخانے پھر چلنے چاہئیں۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ اگر حکومت انہیں اس بات کی ضمانت دے کہ جو نقصان پہلے ہوا ہے اُس کی بھی تلافی کی جائے گی۔ اور جو آئندہ ہو گا اُس کی بھی تمام دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی لڑائی ہوتی ہے تو لوگوں کو جو بھی نقصان ہوتا ہے۔ ساری قوم اُس کی تلافی کرتی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ پنجاب کو جو نقصان ہوا ہے سارا دیش اُس کی تلافی نہ کرے۔ امرتسر کے کارخانے اگر چلیں گے تو صرف امرتسر کو یا پنجاب کو ہی نہیں سارے دیش کو اس سے فائدہ ہو گا دنیا کے دوسرے دیشوں کے سرحدی علاقوں میں کارخانے چلتے ہیں لیکن اسی صورت میں جبکہ

وہاں کی حکومتیں اس بات کی ضمانت دیتی ہیں کہ اگر لڑائی کی وجہ سے کوئی نقصان ہو گا تو اس کا معاوضہ دیا جائے گا۔

باقی رہا سوال پنجابی صوبے کا یہ بنتا ہے تو اس کا اثر صرف امرتسر پر ہی نہیں بلکہ سارے پنجاب کی انڈسٹری پر پڑے گا۔ ہمارے دیش میں تین چار صوبے ایسے ہیں جہاں انڈسٹری وسیع پیمانے پر چل رہی ہے۔ مثلاً مہاراشٹر۔ گجرات۔ بنگال۔ مدراس اور اتر پردیش۔ جہاں اگر انڈسٹری کامیاب ہوئی اور پھیلی ہے۔ تو اس لئے کہ یہ بہت بڑے بڑے صوبے ہیں۔ کوئی ارباں کروڑ کا ہے۔ کوئی تین کروڑ کا۔ کوئی چار کروڑ کا اور کوئی چھ کروڑ کا۔ جو پنجابی صوبہ سنت فتح سنگھ مانگتے ہیں اس کی آبادی تو اسی پچاسی لاکھ سے زیادہ نہ ہو گی۔ اور پھر ہو گا بھی وہ سرحد پر۔ ایسی صورت میں یہاں انڈسٹری کس حد تک کامیاب ہو سکے گی اس کے متعلق کچھ کہنا مشکل ہے۔ بہرحال امرتسر کے مستقبل پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے ساتھ ہی پنجاب کا مستقبل بھی وابستہ ہے۔ (پرتاپ جالندھر ۹؍۱۰؍۶۵)

عرب ممالک اور ہندوستان

آچاریہ کرپلانی نے اخباری نمایندوں سے کہا کہ ہندوستانی حکام کا خیال یہ تھا کہ ہندوستان اور پاکستان کی جنگ میں عرب ممالک ہندوستان کا ساتھ دیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط نکلا۔ ہمارے خیال میں کوئی بھی مدبر یہ خیال نہیں کر سکتا کہ عرب ممالک تصادم کے وقت ہندوستان کا ساتھ دیں گے . . . .

. . . . سے اگر کوئی توقع ہو سکتی تھی تو یہ کہ وہ ایسی حالت میں غیر جانبدار رہیں۔ اس سے زیادہ توقع تو ہم نیپال سے بھی نہیں کر سکتے۔ جو ہندوستان کا پروردہ اور اس کا پڑوسی ہے۔ اگر ہم نے عرب ممالک کے بارے میں کوئی غلط اندازہ لگایا تھا تو وہ حقیقت کو نہیں بدل سکتا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آج کی دنیا میں بھی تعلقات کے قیام میں نظریات کو بڑا دخل ہے اور چونکہ یہ حقیقت اب واضح ہو چکی ہے اس لئے ہماری خارجہ پالیسی کو بھی نیا رخ اور نیا رنگ دینا چاہیئے۔

ایشیا کے نئے راون

دہلی کے نگم بودھ گھاٹ پر ایشیا کے نئے راون کے پتلے جلائے گئے اور اس تقریب میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی۔ یہ پتلے صدر ایوب، صدر سوکارنو، ماؤزے تنگ اور چو این لائی کے تھے اور ان کو موجودہ زمانہ کا ایشیائی راون قرار دیا گیا اور ان کو جلا کر خاک کر دیا گیا۔ دراصل اس قسم کی حرکتیں بے سود ہیں یہ اظہار غم اور احتجاج کا یہ بھی ایک طریقہ ہے

کہ اپنے دشمنوں کے پتلے جلا دیئے جائیں۔ اس حرکت سے کسی قوم کے دلی جذبات کا اظہار ہو جاتا ہے۔ مگر اس زمانہ میں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ ہندوستان کے سو باشندوں کی طرف سے مندرجہ بالا لیڈروں کے نام احتجاجی خطوط ارسال کر دیئے جائیں اور ان سے کہا جائے کہ وہ ہندوستان کی امن پسندی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔

اسرائیل کا سہارا!

اس وقت جبکہ ہندوستان کو عرب ممالک سے شکایت ہے بعض سرکاری حلقوں کی طرف سے اسرائیل کو زیادہ اہمیت بخشنے کا مشورہ دیا جا رہا ہے یعنی اگر عرب ممالک ہندوستان کی پرواہ نہیں کرتے تو ہم ان کی خاطر اسرائیل سے بے تعلق کیوں رہیں۔ اور اس کے ساتھ ہندوستان کے سفارتی تعلقات کیوں قائم نہ ہوں۔ ہمارے خیال میں اس قسم کا مشورہ سیاسی سوجھ بوجھ کے خلاف ہے۔ بلاشبہ ہندوستان اسرائیل کو تسلیم کر سکتا ہے لیکن موجودہ عرب ممالک کو ناراض کر کے اس نقصان کی تلافی نہیں کر سکتا۔ آج ہمیں اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے کے نقصان کا اندازہ نہیں ہے مگر جب تعلقات قائم ہو جائیں گے تو ہمیں اس سودے کے سود و زیاں کا احساس ہو گا۔ اور ہم اس غلطی کی تلافی آسانی سے نہ کر سکیں گے۔ (الجمعیۃ دہلی ۸؍۱۰؍۶۵)

جماعت احمدیہ کی طرف سے خدمات کی پیشکش پر اظہار خوشنودی

۶ر ستمبر پاکستان کی طرف سے ریاست جموں و کشمیر میں بھارت کے علاقہ پر جارحانہ کارروائی کے جواب میں مورخہ ۶ر ستمبر ۱۹۶۵ء کو جب بھارت سرکار نے لاہور کی جانب فوجی کارروائی کی۔ اس موقعہ پر نظارت امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے شری لال بہادر شاستری وزیر اعظم بھارت کی خدمت میں چٹھی لکھی گئی۔ جس میں بھارت سرکار کی اس کارروائی کو بروقت اور مناسب تصور کرتے ہوئے جناب پردھان منتری صاحب کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اپنے دیش کی حفاظت اور کامیابی کیلئے اپنی خدمات کی پیشکش کی گئی تھی۔ اس چٹھی کی ایک نقل جناب چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں بھی بھجوائی گئی تھی۔ چیف منسٹر صاحب نے جماعت احمدیہ کی اس پیشکش پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے حسب ذیل چٹھی ارسال فرمائی ہے:-

دفتر چیف منسٹر پنجاب چنڈی گڑھ
۵ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

پیارے جناب

مجھے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کی چٹھی مورخہ ۶ر ستمبر کی رسیدگی کی اطلاع دوں جو آپ نے جناب چیف منسٹر صاحب پنجاب کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ اور جس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اپنی خدمات کی پیشکش کی گئی ہے۔ جناب چیف منسٹر صاحب آپ کے مخلصانہ جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اظہار خوشنودی کرتے ہیں۔

آپ کا مخلص
دستخط۔ سپرنٹنڈنٹ
برائے سیکرٹری چیف منسٹر پنجاب

بخدمت چوہدری مبارک علی صاحب
ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان
ضلع گورداسپور

ڈیفنس فنڈ و دیگر خدمات

قبل ازیں جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے بذریعہ سرکلر لیٹر و اخبار بدر اطلاع بھجوائی جا چکی ہے کہ موجودہ غیر معمولی حالات میں احباب جماعت انفرادی اور جماعتی طور پر دیش کی حفاظت اور کامیابی کے لئے مقامی حکام کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور چندہ ڈیفنس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں نیز صحت مند احمدی نوجوان فوج۔ پولیس اور نیشنل گارڈز میں بھرتی ہو کر دیش کی خدمت کریں۔ اور اپنی ان خدمات کے متعلق نظارت ہذا میں بھی اطلاع بھجوائیں۔ چند ایک جماعتوں کی طرف سے ایسی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ باقیماندہ جماعتوں کے عہدیداران احباب سے درخواست ہے کہ وہ دیش کی حفاظت وغیرہ کے سلسلہ میں اپنی خدمات سے جلد از جلد نظارت ہذا کو مطلع فرما دیں۔ اگرچہ چندہ ڈیفنس فنڈ مقامی حکام کی خدمت میں پیش کرنا ضروری ہے۔ لیکن مجموعی طور پر ساری جماعت کی نمائندگی اور اہمیت کے پیش نظر چندہ ڈیفنس فنڈ کا ایک حصہ مرکز میں مکرم محاسب صاحب قادیان کے نام بھجوانا بھی ضروری ہے کیونکہ مرکز کی طرف سے بھی مرکزی حیثیت سے رقم پیش کی جائے۔ جو مقامات مقدسہ کی حفاظت کے مقصد کو پورا کرنے میں مفید ثابت ہو گا۔ مکرر عرض ہے کہ اپنی خدمات سے نظارت ہذا کو بھی جلد مطلع فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین۔
(ناظر امور عامہ قادیان)

قسط ۱

جمشید پور کے مسلمانوں کی خواہشِ اتحاد

(اور)

اُن کی مشکلات کا بنیادی حل

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ بہار

۱۰ جولائی ۱۹۶۵ء کو خاکسار صوبہ بہار کی جماعتوں کا دورہ کرتا ہوا جب جمشید پور پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ "انجمن بہار اسلام جمشید پور" کی طرف سے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک عظیم الشان جلسہ ہو رہا ہے۔

یہ جلسہ ۱۱؍۱۲؍۱۳؍ جولائی ۱۹۶۵ء کو ساکچی میں منعقد ہوتا رہا۔ خاکسار بھی ۱۱؍ جولائی کی شام کو جمشید پور پہنچا۔ ۱۲؍ کو مسلم کلب کے ہال میں جماعت کی طرف سے جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا جسے خاکسار نے خطاب کیا۔ اور ۱۲؍ کو ہی مکرمی پروفیسر اکبر صاحب نے سیرت کمیٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب سے ملاقات کر کے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اگر آپ لوگ مناسب سمجھیں تو ہمارے مبلغ بھی اس جلسہ میں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کر سکتے ہیں۔ جنرل سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ آج تو گنجائش نکالنا مشکل ہے کیونکہ آج کا پروگرام ہمارا بہت لمبا ہے (اسی اجلاس میں ایڈیٹر "سنگم" پٹنہ بھی تقریر کرنے والے تھے) البتہ کل ہم لوگ مبلغ صاحب کو ضرور وقت دیں گے آپ میری طرف سے انہیں ٹھہرا لیجئے۔ چنانچہ جنرل سیکرٹری صاحب کے اصرار کی وجہ سے ۱۳؍ کو بھی خاکسار جمشید پور میں ٹھہر گیا۔ وقت مقررہ پر جب ہم لوگ جلسہ گاہ میں پہنچے تو جنرل سیکرٹری صاحب نے وقت دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ کمیٹی نے منظوری نہیں دی۔ اگرچہ جنرل سیکرٹری صاحب کا اخلاقی فرض تھا کہ وہ قبل از وقت ہمیں اطلاع کر دیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ہمارے پہنچنے پر ٹکا سا جواب دے دیا۔

بنا بریں ہم لوگوں نے فیصلہ کیا کہ آج ہم اس جلسہ کی کارروائی سماعت کر کے ہی جائیں گے تا کہ "اخف مہین الخ" کا نظارہ بھی دیکھ جائیں۔ چنانچہ خاکسار اور دوسرے احمدی احباب جلسہ کی کارروائی سنتے رہے قبل اس کے کہ اس اجلاس کی کارروائی

خواہشِ اتحاد

کا مختصر اور دلچسپ خاکہ اور اس پر تبصرہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جمشید پور کے تاریخی اور ہولناک فرقہ وارانہ فسادات کے بعد مسلمانوں کے نوجوان طبقہ میں یہ ولولہ انگیز احساس و خواہش پائی جاتی ہے کہ کسی طرح مسلمان فرقوں کے مابین اتفاق و "قدرِ مشترک" ہاتھ آ جائے۔ اور مسلمان بھی انشقاق و منافرت کو چھوڑ کر باہمی رواداری اور اتفاق و اتحاد کی زندگی بسر کرنا سیکھیں۔ اس فضا کو قائم کرنے کے لئے جمشید پور کے نوجوان مسلمان مذہبی تقریبات میں بھی پیش پیش دکھائی دیتے ہیں۔

جمشید پور کی زمین صوبہ بہار میں اس اعتبار سے بھی خصوصیت رکھتی ہے کہ یہاں دیوبندیوں اور بریلوی علماء و عوام میں ہمیشہ اینٹ پتھر کی کشیدگی قائم رہتی ہے۔ ایسے حالات میں نوجوانوں کی یہ خواہش اور زیادہ مستحسن اور قابل ستائش دکھائی دیتی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ زیر تبصرہ اجلاس میں ایک مقرر جماعت اسلامی کے سابق عہدیدار اور رکن تھے اور دوسرے صاحب پنڈت کہلاتے ہیں۔ اور تیسرے مقرر دانا پور کے مشہور پیر شاہ محمد قائم تھے جو بریلوی عقائد رکھتے ہیں (صدر جلسہ بھی یہی صاحب تھے) شاید اسی نظریہ کے تحت خاکسار کو بھی ٹھہرا لیا گیا تھا (مگر عین موقعہ پر تقریر کے لئے وقت دینے سے انکار کر دیا گیا)

تقاریر کا خلاصہ

پہلی تقریر جماعت اسلامی کے سابق رکن مفتی شمس الدین صاحب کی تھی۔ آپ نے قرآن کریم کی آیت افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ یہود کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ کیا تم کتاب کے بعض حصہ کا انکار کرتے ہو۔ یہ آیت کریمہ اگرچہ یہود کے لئے ہے لیکن آج کل کے مسلمان بھی مثل یہود ہو چکے ہیں۔ اور یہ آیت آج کل کے مسلمانوں پر بھی چسپاں ہو رہی ہے۔ مفتی صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ:۔

"سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم متحد ہو جائیں لیکن ہم بحث یہ کر رہے ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نوری ہے یا خاکی علم غیب تھا یا نہیں وغیرہ وغیرہ"

مفتی صاحب موصوف کی زبان سے ارادی یا غیر ارادی طور پر ایسے الفاظ بھی نکل گئے جس سے دور حاضرہ کے جبّہ پوش علماء اور گدی نشینوں کی مذمت ہوتی تھی۔ اور "حسن اتفاق" سے صدر جلسہ بھی ایک لمبا جبّہ زیب تن کئے ہوئے تھے۔

دوسری تقریر مولوی اکبر صاحب کی تھی جو پنڈت بھی کہلاتے ہیں۔ آپ نے تمام مذاہب کی قدرِ مشترک "تزکیہ نفس" بتایا۔ اور حضرت کرشنؑ، رامچندر، مہاتما بدھ علیہم السلام کو انبیاء قرار دیا اور کہا کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صداقت صرف اسلام ہی میں ہے وہ غلطی خوردہ ہیں اور انہوں نے ان مذاہب کی مقدس کتب کا مطالعہ نہیں کیا۔ میں نے چونکہ ان کتب کا مطالعہ کیا ہے اس لئے میں اس حقیقت کو خوب جانتا ہوں۔ کہ تمام مذاہب کی غرض "تزکیہ نفس" ہے۔

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کا مسلک بھی اس سلسلہ میں بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ بھی قرآن کریم اور احادیث نبوی کی روشنی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریحات کے مطابق حضرت کرشنؑ، حضرت رامچندر اور مہاتما بدھ کو خدا تعالیٰ کے پاک باز نبی تسلیم کرتی ہے۔ بلاشبہ ان پاک ہستیوں نے اپنے اپنے وقت اور دائرہ عمل کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا پیغام بنی نوع انسان تک پہنچایا اور ان کے ماننے والوں نے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کی۔ اور یہ سب اخلاق و روحانیت کے علمبردار تھے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دے کر تمام کمالاتِ نبوت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیئے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ نبوت و صدیقیت اور شہیدیت و صالحیت کے جملہ روحانی مقامات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی شرط کے ساتھ بنی نوع انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جو سورہ نساء کے رکوع ۹ میں بیان کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس چودھویں صدی کے عالمگیر اور بے نظیر روحانی و اخلاقی تنزل اور انتہائی ضلالت و گمراہی کے دور میں اُمتِ محمدیہ ہی میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا اس لئے آپ ایک پہلو سے امتی بھی ہیں۔ اور ایک پہلو سے نبی بھی اور آپ کی بعثت کی غرض یہ ہے کہ اسلامی و قرآنی شریعت کی برتری اور افضلیت تمام ادیان پر ثابت کی جائے۔

بہرحال دوسری تقریر میں بھی اتحاد ہی پر زور دیا گیا تھا۔ اور اس کا دائرہ اور وسیع کر کے صرف مسلمان فرقوں ہی میں اتحاد کا نعرہ نہیں لگایا گیا تھا بلکہ مسلم اور غیر مسلم کے اتحاد پر بھی زور دیا گیا تھا۔

تیسری تقریر شاہ محمد قائم صاحب قتیل دانا پوری کی تھی جو صدر جلسہ بھی تھے اور یہ تقریر صرف اسی اجلاس کی آخری تقریر نہ تھی بلکہ سہ روزہ پروگرام کی آخری تقریر تھی۔ کیونکہ سہ روزہ اجلاسوں کی صدارت شاہ صاحب موصوف ہی کرتے چلے آتے تھے۔ شاہ صاحب موصوف بڑے غیظ و غضب سے اُٹھے اور آغاز تقریر میں ہی فرمایا کہ ہم تو بولنا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن یہ لوگ ہم سے اگلواتے ہیں۔ (یہ اشارہ در حقیقت اسی اجلاس کی پہلی تقریر کی طرف تھا) اس کے بعد آپ نے دیوبندیوں، اہلحدیثوں اور جماعت اسلامی والوں کو کافر مرتد قرار دینا شروع کیا۔ اور کہا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ ان لوگوں کی اقتداء میں نماز ادا کرنا تو درکنار ان کے ساتھ عام راہ و رسم بھی رکھنا جائز نہیں۔ اس موقعہ پر شاہ صاحب نے ان فرقوں کی وہ تحریرات بھی پیش کیں جو ایسے موقعہ پر اپنی تقریر و تحریر میں بریلوی حضرات پیش کیا کرتے ہیں۔ اور ان کے بزرگان کی کتب کے حوالے دے کر ان سب کو ختم نبوت کا منکر قرار دیا۔ اور بتایا کہ میں جب حج بیت اللہ کے لئے حرمین شریفین گیا تو ہم لوگ وہاں کے امام الصلوٰۃ کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں بلکہ غیر مسلم ہیں۔ اس پر عرب و عجم میں ہنگامہ برپا ہوا۔ اور اعتراضات کئے گئے۔ ان کے جواب میں میں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں سعودی عرب کے عقائد باطلہ کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔ اور سعودی عرب کے علاوہ دیوبندی وغیرہ عقائد رکھنے والوں کا بھی پردہ فاش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا نام ہے "تحفہ مرغوب"۔

خاکسار راقم الحروف نے بھی یہ کتابچہ جلسہ کے اختتام پر خرید لی تھی۔ اس میں

شاہ صاحب نے متعدد کتب کے حوالے دیئے ہیں۔ اور زیر تذکرہ فرقوں کو نہایت شدومد کے ساتھ دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اور اپنے فتوے کی تصدیق میں ۷۰ علماء کی تحریریں بھی آپ نے شامل تصنیف کی ہیں۔)

ختم نبوت کی حقیقت

اس موقعہ پر ایک لطیف نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تصنیف ہذا اور بریلوی علماء کی دوسری متعدد تصنیفات میں بھی زیر تذکرہ فرقوں کو نہایت شدومد کے ساتھ "ختم نبوت" کا منکر قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ "مسئلہ مرغوب" میں بھی حضرت مولانا محمد قاسم بانی دیوبند اور مولانا محمود الحسن صاحب دہلوی وغیرہما کی تحریرات پیش کرکے شاہ صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ:۔

> "صرف انہیں دو عقیدوں کو لے لیجیے جب بھی عقائد بالا رکھنے والا شریعت محمدی میں کافر مطلق ہے اور یہ دونوں عقیدہ ہر دیوبندی کا ہے۔ ہر دیوبندی دشمن رسول ہے۔ یہ دین سے بالکل نکلی ہوئی جماعت ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی یعنی خاتم المرسلین نہیں مانتے اور یہ صریح کفر ہے۔ بالاتفاق صریح کفر ہے"۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
>
> "وہابی اور دیوبندی دونوں کا عقیدہ یہی ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت ختم نہیں ہے۔ پس یہ دونوں جماعتیں اپنے عقائد بالا کی رُو سے قطعی خارج از اسلام ہیں۔ ان کو اسلام سے دور کا بھی لگاؤ نہیں"۔
>
> (مسئلہ مرغوب ص ۴۶)

آج سب سے بڑا پتھر جماعت اسلامی والے اور اہلحدیث و علماء دیوبند جو جماعت احمدیہ پر پھینکتے ہیں وہ "ختم نبوت کے انکار" کا پتھر ہے۔ حالانکہ یہی "ختم نبوت کے انکار" کا وہ پرانا پتھر ہے جو ان فرقوں کے اپنے دروازوں پر بریلوی حضرات پھینکتے چلے آ رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ یہ چودھویں صدی کے علماء کیسے ہیں کہ ذرہ بھی اپنے گریبانوں میں نہیں جھانکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ ہرگز ختم نبوت کی منکر نہیں۔ جماعت کی تحریرات میں سے کسی ایک ۔۔۔ جگہ بھی ختم نبوت کا انکار نہیں کیا بلکہ اس کے مقابل پر کثیر مقامات پر جماعت احمدیہ نہایت شدومد کے ساتھ ختم نبوت کا اقرار کرتی چلی آئی ہے اور "خاتم النبیین" کی تشریح میں قرآن کریم و احادیث نبوی کے علاوہ وہی تحریرات بزرگان سلف کی پیش کرتی چلی آئی ہے جن کی وجہ سے دیوبندی اور اہلحدیث علماء کو ختم نبوت کا منکر قرار دیا جاتا رہا ہے۔

اب رہا بریلوی حضرات کے انبوہ کثیر کا سوال۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ ختم نبوت کے مسئلہ میں درحقیقت بریلویوں کو بھی جماعت احمدیہ سے کوئی اصولی اختلاف نہیں ہے کیونکہ بریلوی علماء بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام نبی اللہ کی آمد کا یقین رکھتے ہیں جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ "مسیح موعود" حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام ہیں اور حضرت عیسٰی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اب وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ لہذا اختلاف تعیین شخصیت کا ہے۔ نہ کہ ختم نبوت کا۔ بریلوی علماء بھی مسیح موعود جس ہستی کو تصور کرتے ہیں اس کے نبی اللہ ہونے پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ لہذا شخصیت کی تعیین کا آغاز وفات و حیات مسیح کے مسئلہ سے ہوتا ہے اور اسی پر انجام بھی ہے۔ کیونکہ اول قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیاں جو مسیح موعود کے ظہور سے تعلق رکھتی تھیں ایک ایک کرکے پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے مدعی کا موجود ہونا بھی ایک لازمی امر ہے۔ دوم جس مقدس ہستی نے علی الاعلان تمام فرقوں اور جملہ مذاہب اسلام کے مقابل پر کھڑے ہو کر تنہا ڈنکے کی چوٹ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات ثابت کرکے ان کے بجسد عنصری آسمان سے رجوع کی نفی فرما دی اگر اس کی بات سچ ہے اور یقیناً سچ ہے تو اس کی صداقت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال شخصیت کا تعیین بھی "وفات و حیات مسیح" پر منحصر ہے۔ لہذا جماعت احمدیہ اور دیگر مسلمان فرقوں میں اس بارہ میں اگر کوئی اختلافی مسئلہ موجود ہے تو وہ محض "وفات و حیات مسیح" کا مسئلہ ہے۔ اصولی طور پر ختم نبوت کا مسئلہ درحقیقت مابہ النزاع ہے ہی نہیں۔ پس مندرجہ بالا تشریح کے مطابق دیوبندی جماعت اسلامی فرقہ کے ۔۔۔ جب "انکار ختم نبوت" کا بے بنیاد پتھر گر جاتا ہے تو اس کے بعد ان کے پاس کوئی پتھر نہیں رہتا جو وہ جماعت احمدیہ کی طرف چلا سکیں لہذا ہمارے مسلمان بھائی جب ذرا سنجیدگی اور خوف خدا کو دل میں جگہ دے کر اس امر پر غور فرمائیں گے انہیں احمدیت کی صداقت تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہوگا۔

(باقی)

کیا گوتم بدھ ہندوستان کے نبی تھے؟

(بقیہ صفحہ اوّل)

بُت بنا رکھے ہیں جن کی موجودگی وہ عبادت کے وقت ضروری سمجھتے اور مسیح و مریم سے دعائیں مانگتے ہیں۔ آج بھی ہمیں مہاتما گوتم بدھ اور کرشن و رام چندر کے ماننے والوں میں توحید کا تصور کسی حد تک ملتا ہے مگر یہ تصور بہت ہی مسخ ہو چکا ہے۔ کرشن، مہاتما بدھ اور رامچندر کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی اصلاح و بُت پرستی کو مٹانے اور از سر نو توحید دوبارہ قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے مگر اکثر ہندوؤں اور بدھوں نے آپ کو اب تک قبول نہ کیا جس وجہ سے وہ عرصہ دراز سے ۔۔ بت پرستی میں مبتلا چلے آ رہے ہیں۔

حال کے بعض علماء نے لکھا ہے کہ قرآن کی آیت ذوالکفل میں ایک ہادی پیغمبر کا ذکر ہے جس کے معنے ہیں "کفل والا" اس سے مراد مہاتما گوتم بدھ ہیں۔ جو کہ "کپل وستو" کے تھے اور "کپل وستو" میں کپل کفل کا ہندی ہے یا یہ کہ کپل کا معرب کفل ہے اور وستو کے معنی وہی ہیں جو عربی میں ذو کے ہیں۔ پس اس آیت میں مہاتما گوتم بدھ کا ذکر کیا گیا ہے

ہندی انبیاء اور مسلمان

ہم ذکر کر آئے ہیں کہ قرآن مجید میں بعض نبیوں کا نام لے کر ذکر نہیں کیا گیا مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جن کا نام قرآن مجید میں نہیں آیا انہیں نبی نہ تسلیم کیا جائے کیونکہ خود قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم نے بعض انبیاء تو آپ پر بیان کر دیئے ہیں مگر بعض دوسرے انبیاء بھی ہیں جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا چنانچہ سورۃ نساء ع ۲۲ میں فرمایا:۔

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ

کہ بعض ایسے رسول ہیں کہ ہم نے تجھ سے ان کا بیان نہیں کیا، اس لئے ہمیں حکم ہے کہ ہم سارے انبیاء پر ایمان لائیں خواہ ہمیں معلوم ہوں یا نہ معلوم ہوں۔ اور مشہور ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گذرے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں نہ ان سب کے نام بتائے گئے ہیں نہ ان سب کی تعلیمات کا ذکر آیا ہے۔ صرف اجمالی طور پر یہ بیان ہوا ہے کہ تمام رسول توحید کی تعلیم لاتے رہے ہیں اور شرک سے روکتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء و بزرگان امت پہلے بھی اس بات کے قائل رہے ہیں کہ ہندوستان میں بھی انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ ان علماء و بزرگوں میں سے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح حضرت شاہ فرید رح اور سید سلیمان ندوی۔ خواجہ حسن نظامی اور اسی طرح ڈاکٹر محمد اقبال اور مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند وغیرہ سب اس بات کے قائل تھے کہ ہندوستان میں نبی آتے رہے ہیں۔ اور یہ کہ کرشن۔ رامچندر اور گوتم بدھ کو ان میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

مسلمان مہاتما گوتم بدھ کو خدا کا پیغمبر سمجھتے رہے ہیں۔ چنانچہ یوزآصف اور حکیم بلوہر کے نام سے ایک صحیفہ لکھا گیا تھا جس کا ترجمہ زمانہ وسطیٰ میں دنیا کی مشہور زبانوں میں ہوا۔ یہ صحیفہ مہاتما گوتم بدھ کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات پر مشتمل ۔۔ اس میں گوتم کو خدا کے پیغمبر کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ اور اس میں خدا، وحدانیت۔ جزا سزا۔ بہشت و دوزخ اور دیگر مذہبی ہدایات و احکام کا ذکر ہے اس صحیفہ سے مشرق و مغرب یکساں طور پر متاثر ہوئے اور اس وقت سے مسلمان بدھ کو خدا کا پیغمبر سمجھنے لگ گئے تھے جب سے اس صحیفہ کا عربی زبان کا ترجمہ ہو گیا تھا۔

انیسویں صدی کے اواخر میں تبت کی بدھ خانقاہوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے حالات دستیاب ہوئے ہیں جو بدھ دور کے ابتدائی ایام میں ترتیب دیئے گئے تھے۔ ان سوانح میں لکھا گیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ہندوستان میں آئے اور بدھوں نے انہیں گوتم بدھ کی پیشگوئی کے مطابق جس میں بدھ نے اپنے بعد ایک میتیا (مسیحا) کے آنے کی پیشگوئی کی تھی۔ بدھ کا بروز قرار دے دیا۔ اور انہیں پیشگوئی کے مصداق کے طور پر قبول کر لیا۔ یہ سوانح لکھنے والے سب اللہ تعالیٰ کی واحدانیت پر ایمان رکھنے والے دکھائی دیتے ہیں۔ اور آخرت اور جزا سزا پر بھی یقین رکھتے تھے بلکہ بدھ لٹریچر سے بھی پایا جاتا ہے کہ وہ شرک سے بیزار تھے۔ اور ایران کے مصلح زرتشت کو ایران کا پیغمبر سمجھتے تھے

اس کی تفصیلات کے لئے روسی سیاح نوٹووچ کی کتاب "یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات" نامی کتاب دیکھنی چاہیے جس کا اردو ترجمہ بھی ایک ہندوستانی انجمن نے ۔۔۔

۳۰۔ کیا یہ سادہ ربوہ کی لائبریری میں موجود ہے

۔۔۔ میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ ایک جرمن مستشرق خاتون ۔۔۔

ایک مقالہ پڑھا تھا جس میں انہوں نے بتایا تھا ۔۔۔ ڈاکٹر اقبال نے گوتم اور زرتشت کو خدا کے

پیغمبر قرار دیا ہے۔

ملکی دفاع کے سلسلہ میں احباب جماعت کا فرض

نیشنل ڈیفنس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا جائے

جیسا کہ اس سے قبل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ کے مطابق جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو نظارت امور عامہ کی طرف سے اپنے ملک کے دفاع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے بارے میں تحریک کی جا چکی ہے امید ہے احباب جماعت نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق جہاں خون کے عطایا اور اپنے بچوں کی خدمات کو پیش کرتے ہوئے اس قومی کام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیا ہوگا وہاں حکومت کی طرف سے نیشنل ڈیفنس فنڈ کی اپیل پر بھی حسب توفیق زیادہ سے زیادہ حصہ لے رہے ہونگے احباب جماعت جہاں نیشنل ڈیفنس فنڈ میں مقامی طور پر رقوم جمع کر کے حکومت کے افسران کو پیش کر رہے ہیں وہاں جماعت کے دینی مفاد و قومی مفاد کے پیش نظر یہ بھی ضروری ہے کہ تمام جماعتیں اپنی ہنگامی ضرورت کے لئے جو چندہ جمع کریں اس کا نصف حصہ مرکز میں بھجوائیں تاکہ جماعت احمدیہ کی طرف سے مجموعی طور پر ایک معقول رقم مرکزی حکومت کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔ اس طرح مرکز جو کہ جماعتوں کا نمائندہ ہے اس کی مرکزی حیثیت قائم رہتی ہے۔ دوسرے ایسے مواقع پر شعائر اللہ کے احترام کے قیام کے لئے بھی یہ امر مفید ہوگا۔

اس سے قبل دہلی سے بعض جماعتوں کو جن کے پتہ جات کا علم تھا نیشنل ڈیفنس فنڈ میں حصہ لیتے ہوئے مرکز میں رقوم بھجوانے کے لئے تحریک کی جا چکی ہے اب اس تحریک کے ذریعہ جملہ جماعتہائے احمدیہ کو دوبارہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ یہ تحریک فوری اور ہنگامی نوعیت کی ہے اور اس کی ادائیگی بلا توقف ہونی چاہیئے تاکہ مرکز میں رقوم پہنچنے پر بلا توقف حکومت کو پیش کی جا سکیں۔

اس غرض کے لئے دفتر محاسب قادیان میں ڈیفنس فنڈ کے نام سے امانت پہلے ہی سے موجود ہے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس نازک وقت میں اپنی ملکی ذمہ داریوں اور اپنے مرکز سے تعلق کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے عملی طور پر مؤثر رنگ میں اس تحریک میں حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی ملکی اور جماعتی ذمہ داریوں کو بہتر رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا اور ہمارے ملک اور ہمارے شعائر اللہ کا خود حافظ و ناصر ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

گذشتہ ماہ غیر معمولی حالات کی وجہ سے قادیان میں ڈاک کا سلسلہ غیر یقینی ہونے کے باعث احباب جماعت کی طرف سے چندہ جات کی آمد میں بہت کمی آگئی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈاک کا سلسلہ پھر معمول پر آ رہا ہے۔ اس لئے جملہ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وصول کردہ چندہ جات کی رقوم جلد از جلد قادیان بھجوا دیں۔ اور آئندہ چندہ جات کی وصولی کے ساتھ ساتھ مرکز میں ارسال کرتے رہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ضروری اعلان

ماہ ستمبر میں قادیان کے ساتھ ڈاک کا سلسلہ غیر یقینی ہونے کے باعث متعدد جماعتوں کی طرف سے چندہ جات کی رقوم نہیں بھجوائی گئیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈاک تار اور بنکوں کے ذریعہ ترسیل رقوم کا سلسلہ معمول کے مطابق ہے لہذا تمام جماعتیں وصول شدہ چندہ جات کی رقوم اپنے پاس روک رکھنے کی بجائے جلد از جلد مرکز میں بھجوا دیں اور آئندہ وصول ہونے والی رقوم باقاعدگی کے ساتھ بھجوانے کا التزام فرمائیں۔

ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان

وصـــــــــــایا

نوٹ:- وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو وہ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۵۰۱ میں یو محی الدین ولد احمد کٹی قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوڈالی ضلع کنانور صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۱۰/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

اپنی جائیداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں: میری دکان کا سرمایہ قریباً ایک ہزار روپیہ کا ہے اس کے علاوہ میری کا جائیداد اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میں دکانداری کرتا ہوں جس سے مجھے ماہوار آمد اوسطاً -/۵۰ روپیہ ہو جاتی ہے میں اس آمد کے یا آئندہ جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہی وصیت میرے تجارتی سرمایہ پر بھی حاوی ہوگی۔ العبد یو محی الدین موصی

گواہ شد ابن عبدالرحیم ولد ای حمزہ صاحب۔ ایڈیٹر رسالہ سویاد دھن کنانور حال وارد کوڈالی ۲۰ ۱۰/۶۴

گواہ شد سی برکت اللہ ولد وی پی شیخ عبداللہ صاحب سیکرٹری مالی جماعت احمدیہ کوڈالی ۲۰ ۱۰/۶۴

نمبر ۱۳۵۱۵ میں ایس وی قمر الدین ولد عبداللہ قوم احمدی پیشہ دکانداری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چینگاڈی ڈاک خانہ خاص ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ ۱۰/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) دکان جس کے دو کمرے ہیں اور احمدیہ روڈ پر واقع ہے اور دونوں دکانوں کا رقبہ ۲۰۰ مربع فٹ ہے۔ انہی میں پنساری کی دکان کرتا ہوں۔ اس دکان کی موجودہ قیمت -/۴۰۰۰ روپیہ ہے (۲) علاوہ ازیں میرا ایک مکان محلہ پور چینگاڈی میں ہے۔ اس کی قیمت -/۲۰۰۰ روپیہ ہے (۳) زمین زرعی قریباً اڑھائی ایکڑ موضع جنگل میں واقع ہے جس کی موجودہ قیمت -/۲۷۵۰ روپیہ ہے (۴) ایک باغ کا چوتھا حصہ جو بھائیوں اور والدہ میں مشترک ہے اور ابھی تقسیم نہیں ہوا۔ اس کا رقبہ اندازاً چار ایکڑ ہے یہ پہاڑ کے دامن میں واقع بنجر زمین ہے۔ اس کی قیمت اندازاً -/۲۰۰۰ روپیہ ہے (۵) دکان پنساری میں اس وقت قریباً -/۱۵۰۰ روپیہ سرمایہ لگا ہوا ہے۔ میں اپنی اس تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مجھے تجارتی و زرعی کاروبار سے اندازاً -/۱۲۰ روپیہ آمد ہوتی ہے۔ میں اپنی آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد ایس وی قمر الدین موصی ۲۱ ۱۰/۶۴

گواہ شد مولوی پی عبداللہ صاحب ولد محی الدین صاحب ساکن چینگاڈی ۲۱ ۱۰/۶۴

گواہ شد مبارک احمد صاحب ولد شیخ عبداللہ صاحب ساکن کوڈالی ضلع کنانور کیرالہ ۲۱ ۱۰/۶۴

نمبر ۱۳۵۷۵ میں محمود احمد صاحب کمال ولد کمال الدین احمد قوم احمدی پیشہ [illegible] طالب علم عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاک خانہ خاص ضلع حیدرآباد ڈاک خانہ خاص ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ۱۰/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں ہے میں اس وقت انجنیئرنگ کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں اور فرصت کے اوقات میں کچھ معمولی بزنس کر لیتا ہوں جس سے ماہوار آمد -/۲۰ روپیہ ہو جاتی ہے میں اس موجودہ و آئندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد محمود احمد کمال موصی ۸ ۱۱/۶۴

گواہ شد سیٹھ معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن ۸ ۱۱/۶۴

گواہ شد مولوی احمد حسین صاحب ولد مولوی محمد یٰسین صاحب مومن حیدرآباد حیدرآباد دکن ۸ ۱۱/۶۴

خبریں

نئی دہلی ۱۱ر اکتوبر۔ مرکزی وزیر قانون و سماجی تحفظ شری اشوک سین نے آج ایک براڈ کاسٹ تقریر میں پاکستان کو وارننگ دی کہ اس نے جو یہ دھمکی دی ہے کہ اس نے جو بھارتی مال غیر قانونی طور پر روک رکھا ہے اس کو وہ دشمن کا مال ہونے کی حیثیت میں ضبط کر لے گا۔ اگر انہوں نے اس پر عمل کیا تو ہمیں حق ہوگا کہ ہم بین الاقوامی قانون کے تحت جوابی کارروائی کریں اور پاکستان کی ناکہ بندی کریں۔ اور پاکستان کو جانے والے بحری جہازوں اور مال کو ضبط کر لیں۔

نئی دہلی ۱۱ر اکتوبر۔ وزارت دفاع کے ترجمان نے آج شام بتایا کہ گذشتہ دنوں جو چینی فوج اتر پردیش اور تبت کی سرحد پر ٹیو پیکھ درّے کے پاس دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اب واپس جاری ہے۔ تین چینی فوجی پرسوں اس علاقہ میں گھس آئے تھے اور انہوں نے بھارتی دستہ پر فائرنگ کی تھی۔ اور بھارت نے اس کے خلاف شدید پروٹسٹ کیا تھا۔

نئی دہلی ۱۱ر اکتوبر۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ پاکستانی فوجیں حاجی پیر اور اکھنور سیکٹر میں دیوا کے قریب دمدمے تعمیر کرتی دیکھی گئی ہیں۔ دشمن نے لاہور اور سیالکوٹ سیکٹروں میں بھی اپنی پوزیشن مضبوط بنانے کی کوشش کی۔ جموں اور کشمیر میں مختلف سیکٹروں میں پاکستانی فوجوں کی طرف سے بھارتی چوکیوں پر فائرنگ بھی ہوتی رہی ہے۔ سرینگر ۱۱ر اکتوبر۔ سرکاری طور پر بتایا گیا کہ آج صبح تک سرینگر شہر کے اندرون میں کسی قسم کا ناخوشگوار سانحہ نہیں ہوا۔ تاہم بعض وطن دشمن عناصر کی طرف سے اپنی تخریبی کارروائیوں کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہوئی تھی۔ اس کے پیش نظر حکام نے تعلیمی اداروں تین دن کے لئے بند کر دیئے ہیں۔ تھانہ مہاراج گنج اور تھانہ خانیار کے علاقوں میں کرفیو کل صبح نافذ کیا گیا تھا۔ اس کے اوقات اب حکام چھ بجے تک بڑھا دیئے گئے ہیں۔ کرفیو پانچ اشخاص مولوی محمد فاروق محمد مشتاق بشیرالدین وغیرہ کو ڈیفنس آف انڈیا رولز کے تحت گرفتار کئے جانے کے بعد لگایا گیا تھا۔ ریاست کے ہوم منسٹر شری ڈی پی دھر نے کہا کہ ان لوگوں کا پاکستانی لیڈروں کے ساتھ گہرا رابطہ تھا۔ اور یہ طلبا کو ایجی ٹیشن پر اکسا رہے تھے۔

کوالالمپور ۱۱ر اکتوبر۔ یہاں پہنچنے والی اطلاعات کے مطابق انڈونیشیا کی راجدھانی جکارتا میں حالات بہت کشیدہ ہیں۔ اور مسلم اور دیگر جماعتوں کی طرف سے یہ مانگ زور پکڑتی جا رہی ہے کہ کمیونسٹ پارٹی پر پابندی لگائی جائے۔ مسلم نوجوان آرگنائزیشن نے الٹی میٹم دیا ہے کہ اگر کمیونسٹ پارٹی پر ایک ہفتہ کے اندر اندر پابندی نہ لگائی گئی۔ تو وہ ہتھیار اٹھا لے گی۔

نئی دہلی ۱۱ر اکتوبر۔ بھارت میں متعینہ فرانسیسی سفیر مسٹر گیر یہ نے آج پردھان منتری شری لال بہادر شاستری کے ساتھ ملاقات کی اور صدر ڈیگال کا ایک خط دیا۔ پتہ چلا ہے۔ کہ فرانس کے صدر نے منتری شاستری کے نام ذاتی خط میں بشمول دیگر کشمیری پنڈت کے ساتھ اپنی بات چیت پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ صدر ڈیگال کے خط میں بھارت پاکستان جھگڑے کا بھی ذکر ہے لیکن اس کی نوعیت کا پتہ نہیں چل سکا۔

نیویارک ۱۱ر اکتوبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے پیرس سے نیویارک پہنچنے پر کہا کہ مجھے یقین ہے کہ کشمیر کا مسئلہ منصفانہ طور پر حل ہو جائے گا۔ تاہم انہوں نے کہا میں کوئی فارمولا یا نئی تجویز لے کر نہیں آیا۔

نیویارک ۱۱ر اکتوبر۔ یہاں کے باخبر حلقوں نے بیان کیا کہ نیویارک میں پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو کی واپسی یہ اشارہ کرتی ہے کہ سیکیورٹی کونسل میں اس امر پر ایک نئی اور تلخ بحث ہونے والی ہے کہ ہندوستان اور پاکستان جو جنگ کا پھیلاؤ ہو رہا ہے اس کے بارے میں آئندہ کیا اقدامات کئے جائیں۔ مسٹر بھٹو واپس نیویارک اس لئے پہنچے ہیں کہ کشمیر میں اقوام متحدہ کی نگرانی میں رائے شماری کرانے پر زور دے سکیں وہ پچھلے ہفتہ راولپنڈی میں تھے۔ جہاں وہ اپنی گورنمنٹ سے صلاح و مشورہ کرتے رہے ہیں۔

بھوپال ۱۱ر اکتوبر۔ شری آر۔ کے۔ ... ممبر پارلیمنٹ نے بھارت کی خارجہ پالیسی میں ضروری تبدیلیاں کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ ہماری پالیسی یہ ہونی چاہئے کہ ان کی لڑائی کے لئے ہم جنگ کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ اور اپنے آپ کو مضبوط بنائیں۔ آپ نے ایٹم بم بنانے کی بھی حمایت کی ہے۔

راولپنڈی ۱۱ر اکتوبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ پاکستان نے ہندوستان سے کشمیر چھیننے کی کوششوں کے سلسلے میں اپنا آخری داؤ لگا دیا ہے۔ اور اب وہ غیر ملکی طاقتوں کی طرف سے کوئی کارروائی یا تحریک کئے جانے کا منتظر ہے۔ ذکی سرکردہ پاکستانی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ مغربی ممالک کے ڈپلومیٹک افسروں کی بھی یہی رائے ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکستان کو ہندوستان کے ساتھ جنگ مہنگی پڑی ہے۔ اور پاکستان کو فوج۔ اسلحہ اور روپیہ کا شدید نقصان ہوا ہے۔

سرینگر ۱۱ر اکتوبر۔ شری دھر نے اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت میں کہا کہ سرینگر میں کچھ لوگ گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس بات کا ثبوت ملا ہے کہ کچھ مسلح پاکستانی حملہ آور چھپ کر اپنی تخریبی سرگرمیاں براہ راست یا تنخواہ دار ایجنٹوں کی معرفت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حفاظتی دستوں نے کچھ ایسے پاکستانی ایجنٹوں کے قبضہ سے دستی بم اور دوسرا آتشگیر مادہ برآمد کیا ہے۔ جنہوں نے پاکستانی حملہ آوروں کو پناہ دی تھی۔ کچھ عناصر پاکستانی حملہ آوروں کے ساتھ رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

ڈیفنس منسٹر شری وائی۔ بی چاون کی طرف سے شکریہ کا خط

نظارت امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے جو عنت کے ہفت روزہ اخبار "بدر" مورخہ ۲۳ر ستمبر ۱۹۶۵ء میں ایک مفصل مضمون شائع کیا گیا تھا۔ جس میں بھارت کے مختلف صوبہ جات میں مقیم احمدی بھائیوں کو اسلام اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی میں یہ ہدایت کی گئی تھی ....

کہ وہ اس تعلیم کے مطابق موجودہ غیر معمولی ہنگامی حالات میں اپنے ملک اور حکومت کے وفادار رہیں۔ اور مادر وطن کی حفاظت اور کامیابی کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کریں۔ اخبار "بدر" کے اس پرچہ کی ایک کاپی وائی۔ بی۔ چاون صاحب ڈیفنس منسٹر صاحب بھارت سرکار کی خدمت میں بغرض ملاحظہ بھجوائی گئی تھی۔ اور انہیں جملہ احمدیہ جماعتوں اور افراد کی طرف سے پورے تعاون اور ہر طرح کی قربانی کرنے کا یقین دلایا گیا تھا۔ چنانچہ نظارت ہذا کی اس چٹھی اور اخبار "بدر" کی رسیدگی کی اطلاع دیتے ہوئے جناب آر۔ ایچ۔ سبھروال صاحب ایڈیشنل پرائیویٹ سیکرٹری ڈیفنس منسٹر صاحب بھارت سرکار نے بذریعہ چٹھی نمبر 16175-DM(G)65 مورخہ ۸ ۱۰/۶۵ مکرم ناظر صاحب امور عامہ کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ

"جماعت احمدیہ کے اس مخلصانہ تعاون پر جناب ڈیفنس منسٹر صاحب شکریہ ادا کرتے ہیں"۔

(ناظر امور عامہ قادیان)